وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم

سہ ماہی البیان کراچی

سلسلہ نمبر 16 | اجراء: اپریل 2016

خواتین کا حقیقی تحفظ اور حالیہ بل

حدیث کی صحت وضعف میں اختلاف

انبیا وصالحین کی سیرت کی فلمسازی!

مجلس البحث العلمي
المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر
albayanmirc@gmail.com +92-21-35896959 www.islamfort.com

www.islamfort.com

وَاَنزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

البیان
سہ ماہی کراچی

سلسلہ نمبر 16
جنوری تا
مارچ 2016
اجراء:
اپریل 2016

سرپرست اعلیٰ
فضیلۃ الشیخ علامہ
عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ | فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خلیل الرحمٰن لکھوی حفظہ اللہ

مجلس علمی
فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ
فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ
فضیلۃ الشیخ حافظ شریف حفظہ اللہ
فضیلۃ الشیخ حافظ عبد الحمید ازہر حفظہ اللہ
فضیلۃ الشیخ ابراھیم بھٹی حفظہ اللہ

مدیر
خالد حسین گورایہ

مدیر مجلس ادارت
حافظ محمد سلیم

مجلس ادارت
عثمان صفدر (فاضل مدینہ یونیورسٹی)
سعید احمد شاہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی)
حماد امین چاؤلہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی)
شعیب اعظم مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)
جمشید سلطان (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

بیورو چیف سندھ:
عمران فیصل (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

کمپیوٹر لے آؤٹ: عبد الحمید صغیر

فہرست مضامین

خواتین کا حقیقی تحفظ اور حالیہ بل	حافظ محمد یونس اثری	2
حدیث کی صحت وضعف میں اختلاف	حافظ صلاح الدین یوسف	18
سیرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	عبد المجید محمد حسین	30
انبیا و صالحین کی سیرت کی فلمسازی	خالد حسین گورایہ	49
امام مہدی! حقیقت اور فسانہ؟	خلیق الرحمٰن قدر	67
مائنڈ کا سیٹ نہ ہونا	عبد الوکیل ناصر	82
باطل افکار و نظریات...	عبد الرشید عراقی	85

زر تعاون شمارہ: 80 روپے
سالانہ بکنگ پر خصوصی رعایت

بیرون ملک: زر سالانہ 12 ڈالر، فی شمارہ 3 ڈالر (علاوہ ڈاک خرچ)

Bank Al-Habib A/C No:1103-0081-002746-01-2 تفصیلات کے لئے 03212627018

برائے خط وکتابت: المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر پوسٹ بکس نمبر 12231، ڈی ایچ اے، کراچی

المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر
AL-Madina Islamic Research Center
مسجد سعد بن ابی وقاص ڈیفنس فیز 4، 11 کمرشل اسٹریٹ
نزد نثار شہید پارک وگذری پولیس اسٹیشن کراچی

Ph:+92-21-35896959
Mob 03322135693
WEBSITE:
WWW.ISLAMFORT.COM
E-MAIL:
albayanmirc@gmail.com

نوٹ: البیان میں شائع کیے جانے والے مضامین علمی و تحقیقی بنیادوں پر شامل اشاعت کیے جاتے ہیں ادارہ کا مضمون نگار سے کُلّی اتفاق ضروری نہیں!

www.islamfort.com

خواتین کا حقیقی تحفظ

اور حالیہ بل

حافظ محمد یونس اثری [1]

پاکستانی نژاد ایک عورت شرمین عبید نے پاکستانی عورت پر کئے جانے والے مظالم پر ایک ڈاکیومینٹری بنائی، جس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ پاکستان میں کس حد تک خواتین پر ظلم کیا جارہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اب اس ڈاکیومینٹری پر بھی سولات اٹھ رہے ہیں کہ یہ چوری کی گئی ہے۔ یہ ڈاکیومینٹری بنام A Girl in the River: The Price of Forgiveness بنائی گئی۔

فلم میکر کی آفیشل ویب سائٹ پر اس فلم کے تعارف پر مبنی جو تحریر موجود ہے، اس سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

More than 1000 women are killed in the name of "honor" in Pakistan every year. "A Girl in the River: The Price of Forgiveness" follows the story of a rare survivor who falls in love and lives to tell the tale.

یعنی: پاکستان میں ہر سال غیرت کے نام پر ہزاروں خواتین قتل کردی جاتی ہیں

"A Girl in the River: The Price of Forgiveness"

کی کہانی ایسے کردار کے گرد گھومتی ہے جو ایسے حادثہ کے بعد اتفاقی طور پر بچ گئی، جو محبت میں ڈوب گئی اور اپنی آپ بیتی سنانے کے لئے زندہ رہ گئی۔

آسکر کی آفیشل ویب سائٹ اس فلم کا خلاصہ کچھ یوں بتاتی ہے:

Every year, more than 1,000 girls and women are the victims of

---

[1] ریسرچ اسکالر المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی

www.islamfort.com

religiously motivated honor killings in Pakistan, especially in rural areas. Eighteen-year-old Saba, who fell in love and eloped, was targeted by her father and uncle but survived to tell her story.

یعنی: پاکستان میں ہر سال ہزار سے زائد لڑکیاں اور عورتیں مذہبی طور پر ابھاری گئی غیرت کے نام پر قتل کی جاتی ہیں۔ بالخصوص دیہاتی علاقوں میں اٹھارہ سالہ صبا جو پیار میں گرفتار ہو کر بھاگ گئی، یہ لڑکی اپنے باپ اور دیگر چچا وغیرہ کے ہاتھوں نشانہ بنائی گئی مگر یہ کہانی بتانے کے لئے بچ گئی۔

بہرحال فلم میکر جس فلم پر دوسری مرتبہ آسکر ایوارڈ کی مستحق یا مرتکب ٹھہریں، اس فلم کے آسکر ایوارڈ کے لئے نامزد (Nominate) ہونے کے بعد اس کی رونمائی (First Screening) کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر اعظم میاں نواز شریف صاحب نے انہیں خصوصی طور پر مبارکباد دیتے ہوئے وزیر اعظم ہاؤس میں دعوت دی۔ اور فلم میکر شرمین عبید صاحبہ وہاں گئیں بھی اور اس فلم کی تقریب رونمائی بھی ہوئی اور اسی فلم کے جو اثرات مرتب ہوئے وہ یہ کہ پنجاب اسمبلی نے ایک نیا قانون بھی پاس کر دیا گویا کہ اس فلم کے منظر عام پر آنے سے پہلے میاں صاحبان اس ظلم سے کلی طور پر بے خبر تھے جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر ظلم یا جرم کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے پہلے ایسی کوئی فلم بنائی جائے اور پھر آسکر ایوارڈ کے لئے نامزد (Nominate) کروائی جائے، اور پھر کہیں جا کر قومی یا کسی صوبے کی اسمبلی کو یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ یہ واقعتاً ایسا مسئلہ ہے جس پر توجہ دینی چاہئے۔

بہرحال جہاں تک اس فلم کا معاملہ ہے تو اس کے تعارف سے واضح ہو چکا ہے، اس میں جس تہذیب کا پرزور دفاع کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ نئی نسل بے راہ روی کی طرف بڑھے۔ پھر مزید یہ کہ چونکہ اسے دین اسلام قبول نہیں کرتا، اس لئے کھلے لفظوں میں مذہبیت کی بھی دھجیاں اڑانے کی کوشش کی جائے۔ جس ذہنیت کی بنیاد پر یہاں مذہبیت پر حملہ ہو رہا ہے، یہ وہی ذہنیت ہے جس سوچ کی بنیاد اسلامی سزاؤں بالخصوص شادی شدہ زانی کی سزا رجم کو موضوع طعن بنایا گیا اور یہ وہی سوچ ہے جس کی بنیاد پر مشرف دور میں حقوق نسواں بل کے نام پر مرد و عورت کے باہم بالرضا تعلقات کو جرم نہ سمجھنے کی سفارش کی گئی، اسی قانون کے نتائج میں سے ہے کہ آج کھلے عام مرد و عورت بغیر کسی خوف و ڈر کے گھومتے ہیں کہ انہیں کسی قانونی ادارے کا اب کوئی خطرہ نہیں۔ البتہ گھر والوں یا دین کی فطری غیرت

www.islamfort.com

کا ایک ڈر اور خوف موجود رہتا ہے، اور یہ فلم بھی اسی خوف کی کمی کی طرف قدم بڑھانے کی پہلی سیڑھی نظر آتی ہے۔ خیر!! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس فلم کا ٹائیٹل اور مقصود یہ ہوتا کہ ہماری نئی نسل قطعاً ایسے تعلقات کا شکار ہوکر اپنی دینی تعلیمات اور والدین کی بے عزتی اور خفت کا سامان نہ بنیں، الٹا اس فلم کے ذریعے سے ایسی سوچ رکھنے والے نوجوانوں کو یہ شہ دی گئی کہ یہ عمل قطعاً ان کے والدین کی بے عزتی اور خفت کا سامان نہیں ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے والدین کو بھی اولاد کا قتل یا ایسی سزا جو انہیں زخمی کرڈالے اس کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن اسلام اولاد کو بھی تو ایسے قبیح اعمال سے روکتا ہے۔ اور پھر اس قسم کی کسی بڑی غلطی جو زنا کی صورت میں منظر عام پر آتی ہے، اس پر حد بھی متعین کردی گئی ہے۔ اس اسلامی قانون کی اور اسلامی تربیت کی روشنی میں کون سے والدین چاہیں گے کہ ان کی اولاد ایسے گناہوں کے مرتکب ہوجائیں۔

اگر فلم میکر کا مقصد ایسے جرائم کی سرکوبی ہے تو پھر عورت کیلئے سب سے بڑا جرم اس پر جنسی تشدد ہے، اس حوالے سے کوئی ڈاکیومینٹری بنائی جاتی مثلاً

یورپ میں جذباتی جرم (crime of passion) کے سبب تیس فیصد عورتیں جو سابقہ شوہر یا بوائے فرینڈ کے ہاتھوں قتل ہوتی ہیں، یہ فلم ان پر بنائی جاتی ؟؟!

ہر دو منٹ میں ایک عورت امریکہ میں جنسی تشدد (Sexual violence) کا شکار ہوتی ہے، کاش کہ اس پر کوئی ڈاکیومینٹری بنائی جاتی ؟؟!

انڈیا میں ہر 20 منٹ میں ایک عورت جنسی تشدد کا نشانہ بنتی ہے۔ اس پر ڈاکیومینٹری بنائی جاتی ؟؟![1]

بلکہ 2011 میں انڈیا میں جنسی تشدد کے 206,24 واقعات رپورٹ ہوئے، اور یو ایس میں 425,83 جنسی تشدد کے واقعات رپورٹ کئے گئے۔[2] مگر اس پر کوئی ڈاکیومینٹری نہیں بنائی گئی؟؟

---

[1] (http://www.more.com/news/india-rape-capital-world)

[2] ایضاً

www.islamfort.com

انڈیا میں جنسی تشدد (Sexual violence) جس عروج پر ہے کاش کہ اس حوالے سے کوئی ڈاکیومینٹری بنائی جاتی۔ مثال کے طور پر

نئی دہلی انڈیا میں 23 سالہ ایک میڈیکل کی اسٹوڈنٹ لڑکی جو اجتماعی زیادتی (gang rape) کا شکار ہوئی اور مرگئی، کاش کہ اس پر کوئی ڈاکیومینٹری بنائی جاتی۔ 2012ء میں نئی دہلی کو انڈیا کا "rape capital" قرار دیا گیا تھا۔ لیکن اس پر کوئی ڈاکیومینٹری!!

واشنگٹن پوسٹ ویب سائٹ پر میں نے ایک آرٹیکل دیکھا جو کہ Olga Khazan and Rama Lakshmi کی طرف سے لکھا گیا تھا، جس میں انڈیا میں جنسی تشدد کے کثرت سے بڑھتے ہوئے واقعات کی 10 وجوہات بتائی گئی تھی۔ ان میں سے ایک وجہ تو وہی ہے جو آج ماڈرن کلچر کے نام پر ملکِ پاکستان کے کلچر کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔ آیئے انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

Blaming provocative clothing:

'There's a tendency to assume the victims of sexual violence somehow brought it on themselves. In a 1996 survey of judges in India, 68 percent of the respondents said that provocative clothing is an invitation to rape. In response to the recent gang-rape incident, a legislator in Rajasthan suggested banning skirts as a uniform for girls in private schools, citing it as the reason for increased cases of sexual harassment

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کا غیر مناسب لباس پہننا جنسی تشدد کے اسباب میں سے بڑا سبب ہے، حتی کہ 1996 میں کے ججز کے ایک سروے کے مطابق 68 فیصد رائے دہندگان یہ کہتے ہیں کہ اشتعال انگیز کپڑے جنسی تشدد کے لئے ابھارتے ہیں۔ حتی کہ راجستھان کے حکمران نے یہ مشورہ دیا کہ لڑکیوں کے لئے ممنوع قسم کے اسکرٹ کو بطور یونیفارم کے استعمال کرنا جنسی تشدد کے واقعات کے بڑھنے کا سبب ہے۔

کاش عورت کے صحیح تحفظ کی آواز بلند کی جاتی، اور اس کی سب سے پہلی کڑی یہی ہوتی کہ عورت کے ملبوسات کے حوالے سے اسلامی اور مشرقی تہذیب کو برقرار رکھا جاتا، جس میں عورت کی حیثیت اور مقام بھی برقرار ہے اور اسکی عزت وعصمت کی ضمانت بھی موجود ہے۔

www.islamfort.com

اسی آرٹیکل میں ایک اور وجہ یہ بھی بیان کی گئی کہ:

Acceptance of domestic violence:.... A 2012 report by UNICEF found that 57 percent of Indian boys and 53 percent of girls between the ages of 15 and 19 think wife-beating is justified. A recent national family-health survey also reported that a sizable percentage of women blame themselves for beatings by their husbands.[1]

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے جرائم کے بڑھنے کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خواتین کی طرف سے گھریلو تشدد کو قبول کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ یونیسیف کی رپورٹ کے مطابق 15 سال سے 19 سال کی عمر کے 57 فیصد لڑکے اور 53 فیصد لڑکیاں بیوی کو مارنا صحیح سمجھتے ہیں۔ اور ایک سروے کے مطابق عورتوں کی بڑی تعداد شوہروں کی طرف سے مارے جانے پر خود کو قصوروار سمجھتی ہیں۔

ذرا دیکھیں بالکل یہی موضوع سخن ملک پاکستان کے تازہ تحفظ نسواں بل کا ہے جس کی وجہ یہ ڈاکیومینٹری ہے، لیکن کیا یہ ڈاکیومینٹری انڈیا کی ان عورتوں کے بارے میں بنائی گئی؟؟

بہرحال مختصر یہ کہ ایک پاکستانی نژاد نے ایک بے سروپا ڈاکیومینٹری بناڈالی اور جس پر آسکر ایوارڈ اور یقیناً ڈالر بھی کھرے کر لئے ہوں گے۔ افسوس کہ مذکورہ بالا ساری تفصیل کو سامنے رکھنے کے بعد اس ڈاکیومینٹری کی مذمت کی جاتی، مگر ہمارے وزیراعظم صاحب نے انہیں خصوصی طور پر وزیراعظم ہاؤس مدعو کیا، اور پھر اسی ڈاکیومینٹری ہی کے اثرات میں سے پنجاب اسمبلی میں ایک بل جوکہ اگرچہ 25 مئی 2015ء میں پیش کیا گیا تھا، جسے تحفظ نسواں بل (Women Protection Bill) کا نام دیا گیا، اس فلم کے آسکر ایوارڈ ملنے کے دنوں میں مرد ارکان اسمبلی کی کثیر تعداد کی عدم موجودگی میں منظور کروالیا گیا، اور پنجاب گورنمنٹ اور وزیراعظم صاحب نے اس پر مغرب سے خوب داد بھی وصول کی۔

تحفظ نسواں بل میں موجود خرابیاں

جس ڈاکیومینٹری پر یہ بل پیش کیا گیا اس کی حیثیت کو تو ہم جان ہی چکے ہیں، اب ذرا بات اس

---

[1] https://www.washingtonpost.com/news/worldviews/wp/2012/12/29/india-rape-victim-dies-sexual-violence-proble/

www.islamfort.com

بل کی بھی ہو جائے، کیا واقعتاً اس میں عورت کا تحفظ ہے یا اس سے اس کی خاندانی زندگی ہی خطرے میں پڑ جائے گی، نیز یہ بھی ملاحظہ کریں کہ شرعی طور پر اس کی حیثیت کیا ہے۔

پہلی خرابی: خاندانی نظام خطرے میں

سب سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ مغرب کا خاندانی نظام اس وقت مکمل طور پر خرابی کا شکار ہے۔ مغرب میں کیا شوہر تو کیا بیوی اور کیا دیگر رشتے دار حتی کہ والدین !! مغرب میں بالغ لڑکے یا لڑکی کو کلی طور پر روکنے اور کنٹرول کرنے کی اجازت والدین تک کو بھی نہیں اور جب چاہے کوئی لڑکا یا لڑکی اپنے ہی والد یا والدہ کے خلاف رپٹ درج کروا سکتا ہے۔

جب کہ اسلام نے ہر طور خاندانی نظام کی حفاظت کی مکمل ضمانت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زنا، عریانیت، عورت کا بیک وقت ایک سے زائد شادیاں کرنا، جیسے دیگر کئی پہلو کی حرمت کی وجوہات میں سے ایک یہی ہے کہ اس کے ذریعے سے خاندانی نظام کو تحفظ دیا گیا ہے۔ اور نکاح کے معاملات، وراثت کے معاملات، رضاعت کے معاملات، ولدالزنا، والد کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا کہ فلاں میرا والد ہے، لے پالک، محرمات وغیرہ کے حوالے سے بھی تفصیلی احکامات یہی سمجھاتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ کس حد تک خاندانی نظام کا تحفظ چاہتی ہے۔

نیز مشرقی تہذیب بھی خاندانی اعتبار سے قدرے مہذب ہے۔ بحمد اللہ مشرقی اور خصوصاً مسلم مما لک کا خاندانی نظام ان تمام خرابیوں سے محفوظ ہے، جو خرابیاں یورپی مما لک کے خاندانی نظاموں میں پائی جاتی ہیں۔

مزید یہ کہ شریعت خاندانی پرائیویسی کو اس حد تک حساس اور پردہ میں رکھنا چاہتی ہے کہ کسی کو چلتے ہوئے کسی کے گھر میں جھانکنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اگر کوئی جھانک لے اور گھر والا اس کی آنکھ پھوڑ دے تو شریعت اس پر کوئی سزا نہیں دیتی۔ جیسا کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیوار کے ایک سوراخ سے گھر کے اندر دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنا سر کنگھے سے کھجلا رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو میں تمہاری

www.islamfort.com

آنکھ پھوڑ دیتا، اجازت لینا تو اسی وجہ سے ہے کہ آدمی کی نظر (کسی کے) ستر پر نہ پڑے۔[1]

لہذا اس بل سے خاندانی نظام کی پرائیویسی خطرے میں ہے۔ اور ایسی خطرے میں ہے کہ بات بات پر کورٹ تک معاملہ پہنچنے کی نوبت بنائی جا رہی ہے۔

دوسری خرابی: عورت کی برتری

اس بل میں ایک معاملہ یہ بھی ہے کہ اس میں واضح طور پر عورت کی برتری نظر آتی ہے، تھانے میں موجود وومن پروٹیکشن آفیسر (جسے بل کی رو سے خصوصی طور پر اسی قسم کے معاملات کے لئے مقرر کیا جائے گا) کو کسی بھی وقت عورت کال کر سکتی ہے۔ اور شوہر کے خلاف شکایت کر سکتی ہے۔ جبکہ شریعت اس حوالے سے تمام تر ذمہ داری مرد کو دیتی ہے حتی کہ اسے سمجھاتی ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی کی ہے اگر اسے سیدھا کرو گے تو توڑ بیٹھو گے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، عورتوں کے بارے میں میری وصیت کا ہمیشہ خیال رکھنا، کیوں کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اوپر کا حصہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرے تو انجام کار توڑ کے رہے گا اور اگر اسے وہ یونہی چھوڑ دے گا تو پھر ٹیڑھی رہ جائے گی۔ (لیکن ٹوٹے گی نہیں) پس عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو، عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔[2]

اس حدیث میں بالکل واضح طور پر عورت کے مزاج اور اس کی عادت کو بیان کیا گیا ہے اور مرد کو حکم دیا گیا ہے بات بات پر اسے سیدھا کرنے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ اس کی بعض عادات اور معاملات کو برداشت بھی کیا جائے۔ اور صبر کیا جائے۔

تیسری خرابی: مسئلے کے تدارک کے لئے غلط سمت کا تعین

اس بل کے آرٹیکل 7 جو پروٹیکشن آرڈر پر مبنی ہے۔ اس کی پہلی شق ملاحظہ فرمائیں:

---

[1] صحیح بخاری: 5924، کتاب اللباس، باب الامتشاط

[2] صحیح بخاری: 3331، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم صلوات اللہ علیہ وذریتہ
صحیح مسلم: 1468، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء

www.islamfort.com

(a) not to have any communication with the agrrived person with or without exceptions;

یعنی: مرد کو عورت سے کسی قسم کی گفتگو کی اجازت نہیں۔

یہ بہت بڑی خرابی ہے کہ باہم گفتگو کی اجازت نہ دینا بات کو بگاڑنے کے مترادف ہے۔شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق مرد وعورت کو بذات خود آپس میں مسئلہ حل کرنا چاہیے۔[1]

چوتھی خرابی: گھر سے دور رہے

اسی آرٹیکل کی دوسری شق میں ہے:

(b) stay away from the aggrieved person,with or without exceptions;
(c) stay at such distace from the aggrived person as may, keeping in view the peculiar and circumstances of the case , be determined by the court;
(e) move out of the house;

یعنی: مرد عورت سے دور رہے گا۔

اور دوری کی صورت کیا ہوسکتی ہے گھر سے باہر یا شہر سے۔ یہ فیصلہ کورٹ کرے گی۔ اور تمام متعلقہ افراد سے بھی وہ دور رہے گا۔

گھر سے باہر رہے گا۔

یہ شقیں سراسر خلاف شریعت ہیں ۔ بلکہ کئی اعتبار سے یہ شریعت کے خلاف ہیں۔جن کی وضاحت درج ذیل ہے۔

(1) مرد کو گھر سے باہر نکالنا حق ملکیت کے منافی

یہ مرد کا حق ملکیت ہے جو اسے اسلام بھی دیتا ہے اور قانون بھی۔ اس کے خلاف ہے۔

(2) مرد کو گھر سے باہر نکالنا حقِ زوجیت کے منافی

شریعت اسلامیہ میں میاں بیوی کے درمیان افتراق ودوری کو قطعاً مستحسن نہیں سمجھا جاتا، حتی کہ دو رجعی طلاقوں کے دوران بھی عورت مرد ہی کے گھر میں رہے گی ان کے درمیان دوری کا کوئی جواز نہیں،

[1] دیکھئے سورہ نساء آیت 35-34

www.islamfort.com

اور اس کے تمام اخراجات مرد ہی کے ذمے ہوتے ہیں۔ تاکہ رجعی طلاق کے باوجود گھر آباد ہوجائے۔ لیکن یہاں تو شریعت اسلامیہ میں رجعی طلاق کے بعد جو کام جائز نہیں وہ طلاق سے کہیں پہلے ہورہا ہے اور وہ بھی اس طور پر کہ مرد کو نکال باہر کیا جائے۔ فیاللعجب

(3) کفالت کے مسائل

گھر کا کفیل تو مرد ہی ہے جب مرد ہی گھر سے دور کردیا جائے اور جب گھر کا سربراہ دو دن گھر سے باہر ہو تو گھر اور بچوں کا پرسانِ حال کون ہوگا؟؟ یقیناً پرسانِ حال تو کوئی ہو یا نہ ہو البتہ نہ جانے کتنے شر پسند ایسے کسی موقع کی تاک میں بیٹھے ہوں گے تاکہ گھر میں موجود قیمتی سامان کی لوٹ کھسوٹ آسان ہوجائے۔ نیز گھر کے بیمار یا بوڑھوں کا کون خیال رکھنے والا ہوگا؟؟

(4) نفرت میں اضافہ

جو شخص اپنی ہی بیوی کی وجہ سے اپنے ہی گھر سے باہر ہو تو کیا اس کے دل میں پہلے جیسی محبت اور بیوی کے بارے میں دل میں جو جگہ تھی کیا وہ برقرار رہے گی اور ایسی صورت میں یہ گھر کیا مزید آگے چل پائے گا۔

اس بل میں میاں بیوی کے باہمی جھگڑے کے حل کے لئے جو قانون بنایا گیا یہ غلط سمت کا پر گامزن ہے اس لئے کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق اگر میاں بیوی کے درمیان اَن بَن ہو تو شریعت یہ ضابطہ سکھلاتی ہے کہ سب سے پہلے وہ یہ خود باہم مسئلہ حل کرنے کی کوشش کریں، اور اگر معاملہ خود حل نہ کر پائیں، تو پھر دونوں کے رشتہ دار صلح کروائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ﴿٣٥﴾﴾ [النساء : 35]

یعنی: اور اگر تمہیں زوجین کے باہمی تعلقات بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کرلو۔ اگر وہ دونوں صلح چاہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کردے گا۔ اللہ تعالیٰ یقینا سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

www.islamfort.com

کورٹ ،تھانہ، کچہری تک نوبت نہ جائے بلکہ ان کے گھر کے بڑے فرد آپس میں بیٹھ کر صلح کروائیں۔تاکہ گھر کی بات گھر میں رہ جائے اوران دونوں کی عادات ،خوبیوں وخامیوں سے واقف ان کے بڑے ان کی احسن انداز میں اصلاح کریں۔

تعجب!!

یہ شق اس طور پر بھی بالکل ہی شریعت اسلامیہ کے بالکل برعکس ہے کہ کیونکہ شریعت اسلامیہ کی رو سے مرد عورت سے ناراض کی صورت میں سزا کی خاطر بغیر طلاق کے علیحدگی اختیار کرسکتا ہے جسے شریعت میں ایلاء کہا جاتا ہے،خود نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج سے ایک ماہ کا فرمایا کیا۔ (1) جبکہ عورت کو شوہر سے ایک رات بھی ناراض رہنے کی اجازت نہیں۔ایسی عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی (2) اور جو عورت مرد کو ناراضگی کی حالت میں سونے نہ دے بلکہ راضی کر کے چھوڑے اسے جنتی خاتون قرار دیا گیا۔(3) جو عورت شوہر کے مطالبے پر اس کے قریب نہ جائے ساری رات فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔(4) بلکہ ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنی اہلیہ کو اپنی حاجت کے لئے بلائے تو اسے اس کے پاس جانا چاہیے خواہ وہ تنور پر روٹیاں پکا رہی ہو۔(5) ایک حدیث میں عورتوں کے جہنم میں سب سے زیادہ جانے کی وجہ بیان کی گئی کہ '' يَكْفُرْنَ العَشِيرَ'' یعنی شوہر کی نافرمانی کرتی

---

(1) صحیح بخاری: 1910، 1911، كتاب الصوم ، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم »إذا رأيتم الهلال فصوموا، وإذا رأيتموه فأفطروا«

(2) جامع ترمذی: 360، كتاب الصلوة، باب ما جاء فيمن أم قوما وهم له كارهون،علامہ البانی اور حافظ زبیر علی زئی رحمهما الله نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

(3) السلسلة الصحيحة : 287، 3380، علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شواہد سے مل کر یہ روایت قوی ہوجاتی ہے۔

(4) صحیح بخاری:5193، كتاب النكاح، باب إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها

(5) جامع ترمذی: 1160، ابواب الرضاع، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

www.islamfort.com

ہیں۔[1] ایک حدیث میں ہے کہ اگر میں کسی کو سجدے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔[2] اس لئے یہاں مرد کے حقوق کو غصب کر کے میاں بیوی کی زندگی اجاڑنے کوشش کی جارہی ہے اور بجائے اس کے کہ مناسب طریقے سے ان کی صلح کروائی جائے اس قانون کے ذریعے ان کے تعلقات کو مزید خراب کیا جارہا ہے۔

پانچویں خرابی: مرد کی مکمل نگرانی

(d) wear ankle or wrist bracelet GPS tracker to track the movement of the defendent twenty four hours, seven days a week;

یعنی: مرد کو کلائی میں یا پنڈلی پر ایک ٹریکر چپ لگائی جائے گی، جس کے ذریعے مرد کے آنے جانے کی تمام مومنٹ کی 24 گھنٹے اور ہفتے کے 7 دن نگرانی کی جائے گی۔

یہ بھی ایک بہت بڑی خرابی ہے، اس قسم کی نگرانی تو انتہائی خطرناک مجرم جو ملک وقوم کے لئے خطرناک ہو، اس کی نگرانی کے لئے اس طرح کے امور کئے جاتے ہیں۔ گویا کہ ایک گھریلو لڑائی جو کہ حل طلب ہے اور اس انداز میں حل طلب ہے کہ ان کا گھر آباد ہو، ایسے شخص پر کیا گزرے گی جس کی گھریلو زندگی اب مستور اور مخفی نہ رہی ہو بلکہ اس کی مکمل نگرانی کی جارہی ہو، ایک ایسے معاملے کی وجہ سے جو چھپا ہوا تھا اور اسے چھپا ہی رہنا چاہئے تھا اور اسی مخفی حالت میں ان کی اصلاح ہونی چاہئے تھی۔ لیکن اب نہ وہ معاملہ چھپا رہنے دیا جائے گا اور نہ ہی اس شخص کی زندگی کسی طرح سے نجی رہے گی۔ اس طرح خاندانی نظام کی دھجیاں اڑ جائیں گی۔

چھٹی خرابی: مرد کی قوامیت متاثر ہوگی

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ

---

[1] صحیح بخاری: 29، كتاب الايمان ، باب كفران العشير، وكفر دون كفر

[2] سنن ابی داؤد: 2140، كتاب النكاح، باب في حق الزوج على المرأة، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

www.islamfort.com

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

(النساء:34)

یعنی: مرد عورتوں کے جملہ معاملات کے ذمہ دار اور منتظم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے۔اور اس لیے بھی کہ وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔لہٰذا نیک عورتیں وہ ہیں جو (شوہروں کی) فرمانبردار ہوں اور ان کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے حقوق (مال وآبرو) کی حفاظت کرنے والی ہوں۔اور جن بیویوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں) تو خواب گاہوں میں ان سے الگ رہو (پھر بھی نہ سمجھیں تو) انہیں مارو۔پھر اگر وہ تمہاری بات قبول کرلیں تو خواہ مخواہ ان پر زیادتی کے بہانے تلاش نہ کرو۔یقیناً اللہ بلند مرتبہ والا اور بڑی شان والا ہے۔

اس آیت کی رو سے مرد ہی عورت پر قوّام ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اپنے گھر کا ذمہ دار ہے اس بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔[1]

لیکن اس بل کی رو سے مرد کی قوامیت خطرے میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ گھر کا سردار مرد ہے اور وہ کلی طور پر عورت پر حکم چلا سکتا ہے اور اس کے تمام معاملات کا ذمہ دار ہے۔لیکن اس بل کی رو سے اب ہر مرد ایک خوف کا شکار رہ سزا چھ ماہ سے ایک سال قید اور جرمانہ کر اپنی ہی بیوی کو کما حقہ کنٹرول نہیں کر پائے گا اور ساتھ ہی بری خصلت کی بیوی کو مزید خرابی کی شہ مل جائے گی۔اس طرح خاندانی نظام بہتر ہونے کے بجائے مزید تباہی کی طرف بڑھے گا، کیونکہ نتیجتاً میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے لئے شرعاً مطلوب مقام وحیثیت نہ بنا سکیں گے اور عین ممکن ہے کہ گھر کی روشنی سے مایوس یہ شخص باہر تسکین ڈھونڈنا شروع کردے۔

ساتویں خرابی: شر پسند عناصر کے لئے آسانی

شر پسند عناصر جو جنسی تشدد کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور جن کے واقعات گھریلو تشدد

---

[1] صحيح بخاری: 893، كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن

www.islamfort.com

سے خاصے زیادہ ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ ایسے عناصر یا افراد اس طرح کے کسی بھی واقعہ کے منتظر رہیں گے اور نتیجتاً عورت اور پورے گھر کی عزت خطرے میں ہوگی۔

آٹھویں خرابی: شرحِ طلاق اضافے اور گھروں کی بربادی میں اضافہ

اس بل کی رو سے طلاقوں اور گھروں کے اجڑنے میں مزید اضافہ ہوگا، بلکہ ہونا شروع ہو گیا ہے، جن میں سے دو واقعات تو واقع بھی ہو گئے ہیں۔

(1) تین بچوں کی ماں نے جب شوہر کی شکایت کی اور مقدمہ درج کرایا تو نتیجہ یہ نکلا کہ شوہر نے طلاق دے دی۔ [1]

(2) وہاڑی کے علاقے میں بیوی نے شوہر کے خلاف تھانہ میں شکایت کی، شوہر پر مقدمہ درج ہوا، شوہر نے ضمانت کے بعد بیوی کو طلاق دے دی۔ [2]

یہ تو دو واقعات ہیں جو ہماری نظر سے گزرے لیکن اگر اس قانون کو جلد از جلد کالعدم قرار نہ دیا گیا تو اس قانون کی وجہ سے جو کہ حقوقِ نسواں کے لئے بنایا گیا ہے، بکثرت طلاق نسواں کا سبب بن جائے گا۔

بہرحال اس تجزیانہ نظر سے اس بل کو دیکھنے کے بعد لمحہ بھر کے لئے یہ سوچنا پڑتا ہے کہ اس بل کے ذریعے سے کیا حکومت واقعی عورت کا پروٹیکشن چاہتی ہے؟؟ اور اگر واقعتاً مقصدِ واحد عورت کا تحفظ ہے تو پھر اس بل سے کہیں زیادہ اہم کرنے کے کام یہ ہیں:

تحفظ نسواں کے لئے ضروری تجاویز

ہم تمام مقتدر حلقوں اور حکومت وقت کے سامنے یہ تجاویز رکھتے ہیں کہ اگر وہ واقعتاً صنف نازک کے مسائل کے بارے میں فکر مند اور ان کے تحفظ کے لئے مخلص ہیں تو کچھ امور جو اس بل کی بہ نسبت کہیں زیادہ ضروری ہیں کہ ان پر عملدرآمد کیا جائے، فوری طور پر اس حوالے سے قانون سازی کی

---

[1] http://www.nawaiwaqt.com.pk/multan/17-Mar-2016/461616
[2] http://www.merashehar.today/

www.islamfort.com

جائے ،جس میں اسلامی تعلیمات کوکلی طور پر شامل حال رکھا جائے۔

✵ سب سے پہلے مفرور لڑکیوں کے کورٹ میرج والے نکاح پر پابندی لگائی جائے۔کیونکہ اسلامی طور پر نہ یہ نکاح ہوا اور نہ ہی اس سے عورت کی عصمت محفوظ ہے۔

✵ یونیورسٹیوں اور دیگر تمام پبلک واداراتی نظاموں میں مخلوط نظام ختم کیا جائے تا کہ اس اختلاط کی وجہ سے منظر عام پر آنے والے بے شمار جرائم اور عورت کے ساتھ زیادتی بند ہو سکے۔

✵ حکومت عورت کو پروٹیکشن دینے میں اگر مخلص ہے تو فحاشی کے اڈے بند کرے جو سراسر نہ کہ صرف غیر اسلامی بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہیں۔اور یہ اڈے دور جاہلیت کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

✵ عارضی اور چھپے نکاحوں کی مختلف شکلوں پر قانونی طور پر پابندی لگائی جائے۔

✵ حلالہ پر پابندی لگائی جائے تا کہ مرد کی دی ہوئی طلاق کا خمیازہ عورت کو اپنی عصمت دری کی صورت میں نہ بھگتنا پڑے اور ایک ملعون عمل کی مرتکب نہ ہو۔

✵ ایک مجلس میں ایک سے زائد طلاقیں دینے پر پابندی عائد کی جائے۔تا کہ سالانہ لاکھوں ہونے والی طلاقوں کا سد باب ہو۔طلاق کی کمی سے جہاں خاندانی نظام بہتر ہوگا وہاں عورت بھی اپنی گھر کی ہوکر رہے گی۔اور کئی ایک خرابیوں سے محفوظ رہے گی۔نیز تمام اسباب اور وجوہات جو طلاقوں کا سبب بنتی ہیں ان کا سد باب کیا جائے۔

✵ وہ تمام افراد جن کے عورتوں سے غیر شرعی مراسم قائم ہیں ان کے لئے قانون بنایا جائے کہ وہ کسی قسم کی سرکاری نوکری کے اہل نہ ہوں گے تا کہ غیر شرعی مراسم کے ذریعے سے ہزاروں عورتوں کی عصمت دری نہ کی جائے اور ایسے عیاش قسم کے افراد جب مقتدر عہدوں سے دور رہیں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا عورت کے تحفظ کے بارے میں کامیاب قانون سازی ہو سکے گی۔

✵ فلم انڈسٹری اور ہر پروڈیکشن میں عورت کو ایڈورٹائزمنٹ کے لئے استعمال کرنے جیسے گھناؤنے جرم جو نہ جانے کتنی نسلوں کی تباہی اور خرابی کا سبب بنتے ہیں اور عورت اپنی عصمت سے جاتی ہے۔ایسی چیزوں پر پابندی لگائی جائے۔

✵ وہ عورتیں جو صرف اپنا یا اپنے بچوں کے پیٹ پالنے کے لئے اپنی عصمت کے نذرانے پیش

www.islamfort.com

کر دیتی ہیں ان کے بارے میں کچھ سوچا جائے کہ انہیں فاقہ کشی سے بچنے کے لئے اس نوبت تک نہ جانا پڑے۔

❁ تفریحی مقامات میں تحفظ نسواں کو شامل حال رکھ کر اسلامی تعلیمات کے مطابق مؤثر قانون سازی کی جائے۔

❁ اسپتالوں میں لیڈیز ڈاکٹر، نرسیں، فیکٹریوں، کمپنیوں میں ملازمت کرنے والی عورتیں، ان کے بارے میں جامع پلاننگ اور قانون سازی کی ضرورت ہے۔ جس سے واقعتاً یہ محسوس ہو کہ حکومت تحفظ نسواں میں سنجیدہ ہے۔

ایک سروے کے مطابق " وومن و بچہ" جیل کراچی میں قید 226 خواتین میں سے 42 مائیں بن گئی ہیں جبکہ درجن سے زائد خواتین حاملہ ہیں۔ اس طرح قیدی بچوں کی تعداد بھی 462 تک پہنچ گئی ہے۔ سال 2014ء میں پاکستان میں خواتین پر تشدد اور قتل کے 5557 واقعات منظر عام پر آئے جن میں 1163 قتل، 368 غیرت کے نام پر اور 80 اقدام قتل کے مقدمات درج ہوئے۔ علاوہ ازیں 1203 خواتین کو اغوا، 667 زخمی، 256 پر گھریلو تشدد، 408 مردوں کی وجہ سے خودکشی، 82 اقدام خودکشی، 572 ریپ، 199 گینگ ریپ، 122 جنسی طور پر ہراساں، 74 کو حبس بے جا اور 43 خواتین کو جلایا گیا۔ 210 ایسے واقعات بھی سامنے آئے ہیں جن میں خواتین پر تیزاب پھینکا گیا۔

اگر یہ اعداد و شمار صحیح ہیں، تو اس کی رو سے 20 کروڑ کی آبادی میں سے ایک طرف 256 واقعات جو کہ گھریلو تشدد کی وجہ سے ہوئے۔ باقی 5000 سے زائد واقعات کا تعلق گھریلو ازدواجی زندگی سے نہیں۔ اب ہونا تو یہ چاہئے تھا ان کے اسباب کا سد باب کر کے ان پر کنٹرول کیا جاتا جبکہ یہاں معاملہ الٹ ہے کہ حکومت اور دیگر لوگ اسی لبرل ازم کی طرف بڑھ رہے ہیں کہ 5000 سے زائد واقعات کی وجوہات میں اسی جنسیت اور مادیت کا اصل کردار ہے۔ بہر حال اگر مخلص ہیں تو اس طرح کے جرائم میں کمی لانے کے لئے کردار ادا کریں۔ اور یہاں اگر کوئی تقابل کرنا چاہے تو تقابل بھی کرے کہ گزشتہ اوراق میں بیان کئے گئے سروے کے مطابق جو صورتحال انڈیا یا یورپ و امریکہ کی

www.islamfort.com

ہے وہاں زیادہ معاملات خراب ہیں یا پاکستان میں؟ ایسی صورتحال کا سامنا جن ممالک میں ہے وہاں کے دانشور اس صورتحال کے اسباب میں جن چیزوں کا تعین کرتے ہیں، بدقسمتی سے وہ ساری چیزیں عورت کی آزادی کے نام پر ملکِ پاکستان کے جدید کلچر کا حصہ بنتی جارہی ہیں۔

جناب عالی! اصل پروٹیکشن تو یہی ہے اگر یہ سب آپ نہیں کرنا چاہتے تو اس کا مطلب ہے کہ تحفظ نسواں ناممکن ہے۔

اب یہ سارے اقدامات جنہیں فوراً اٹھا کر عورت کی عصمت و آبرو سمیت ان کی جان خلاصی کا سامان کرنے کے بجائے تحفظ کے اقدام کی سوجھی بھی تو کہاں؟ جو عورت پہلے ہی اپنے گھر میں باحیاء شوہر کے زیر سایہ ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے شر وفتنہ سے محفوظ ہے۔ گویا کہ یونیورسٹیوں، کالجوں، اسکولوں، دفاتر، بازاروں، فلم انڈسٹری، تفریحی مقامات، نائٹ کلب اور بڑے لوگوں کے در، اور جعلی پیروں کے آستانے سمیت عورت ہر جگہ محفوظ ہے اور صرف مشکل میں ہے تو وہاں جہاں وہ اپنے شوہر کے گھر میں ہے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ ان تمام چیزوں کے بارے میں مثبت قانون سازی کرنے کے بجائے کیا کیا جارہا ہے! اور حیرانگی ہوتی ہے اس ذہنیت پر بھی جس نے ان تمام مظالم کو چھوڑ کر گھریلو زندگی پر ڈاکیومنٹری بناڈالی۔ اور اپنے ڈالر بھی کھرے کرلئے ہوں گے۔ اور صرف اسی پر بس نہیں مزید تعجب یہ ہے کہ ان تمام حقائق کو پس پشت ڈال کر تمام لبرل قلم اور زبانیں بھی لگے اپنی اپنی بولی بولنے۔ ایسے لوگوں کی جتنی مذمت کی جائے اتنا کم ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ رب العالمین اس ملک کو اسلام، امن وسلامتی کا گہوارہ بنادے۔ آمین

www.islamfort.com

حدیث

کی صحت وضعف میں اختلاف

اوراس کے اسباب

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ [1]

علم عِللِ حدیث دنیا کا سب سے زیادہ نازک اور باریک ترین علم ہے، اس میں صحت وضعف کے فیصلے کی تبدیلی کے امکانات سب سے زیادہ ہیں۔ یہ فن ایک بحرِ ناپیدا کنار ہے، اس کی غوّاصی سے نئی نئی چیزیں برآمد ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً

ایک محقق نے ایک مدلّس کی روایت کو عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا، لیکن ایک دوسرے محقق کو اس کی تحدیث یا سماع کی صراحت مل گئی، اور اس طرح وجہ ضعف ختم ہوگئی۔

یا کسی ضعیف روایت کے متابعات وشواہد صحیح سند کے ساتھ مل گئے، جو پہلے علم میں نہیں آئے تھے، ان متابعات وشواہد کی وجہ سے روایت کا ضعف دور ہوگیا۔

یا کسی مرسل روایت کا ایسا طریق مل گیا، جو موصول تھا، اس لیے ارسال کی وجہ سے جو ضعف تھا، وہ دور ہوگیا۔ یا کسی مختلط راوی کی روایت کو اس کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف قرار دیا گیا، لیکن دوسرے محقق کو اس بات کے شواہد مل گئے کہ اس کی یہ روایت تو اختلاط سے قبل کی ہے، اور یوں وجہ ضعف دور ہوگئی۔

---

[1] نگران شعبہ تحقیق وتصنیف المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر، کراچی

www.islamfort.com

بہر حال یہ اور اس قسم کے دوسرے اسباب ضعف بعض دفعہ دور ہو جاتے ہیں اور روایت صحیح قرار پاتی ہے۔ اور یہی معاملہ صحیح روایت کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک محقق کے نزدیک اس میں بظاہر ضعف کی کوئی وجہ نہیں ہوتی، اس لیے وہ اسے صحیح قرار دے دیتا ہے۔ لیکن کسی اور محقق کے علم میں اس کے ضعف کے اسباب آجاتے ہیں جن کی بنا پر اس کے لیے اسے ضعیف قرار دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

اور یہ بھی ضروری نہیں کہ دوسرے محقق ہی کے علم میں ایسی معلومات آئیں جن سے حدیث کا حکم بدل جائے، بلکہ خود فیصلہ کرنے والے کے علم میں بھی کوئی نئی معلومات آسکتی ہیں جن کی وجہ اس کا پہلا فیصلہ غلط قرار پائے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی عمر فنِ حدیث کی خدمت میں گزری، اور ان کا ایک ایک لمحہ اسی کام کے لیے وقف رہا۔ انہوں نے سیکڑوں حدیثوں کی بابت اپنا فیصلہ تبدیل کیا، جن کو ان کے بعض تلامذہ نے "تراجع العلامة الالبانی فیما نصّ علیه تصحیحاً وّ تضعیفاً" کے نام سے شائع بھی کر دیا ہے۔

جب واقعہ یہ ہے تو حدیث کی بابت دو محققوں کے ایک دوسرے سے مختلف فیصلے سے عوام کو گھبرانا یا تشویش میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ اہل علم کے لیے دونوں فیصلوں کا سامنے رہنا مفید ہے۔ شاید کوئی اور محقق اس میدان میں آمنے سامنے آئے اور وہ موازنہ کر کے دونوں میں سے کسی ایک کے فیصلے کو دلائل کی رو سے راجح قرار دے دے۔ یا اپنا حقِ نظر ثانی استعمال کر کے خود محقق ہی اپنا فیصلہ تبدیل کر لے۔ علاوہ ازیں ایسی مختلف فیہ روایت پر عمل کرنے میں عوام کو اختیار ہے، اگر وہ ایک ضعیف حدیث پر اس وجہ سے عمل کر لیں گے کہ ایک محقق نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، تو امید ہے وہ محقق ہی کی طرح عنداللہ ماجور ہوں گے، کیونکہ محقق اور عوام دونوں کے سامنے کوئی مخصوص فقہ اور اس کے مسائل نہیں ہیں، بلکہ حدیث کی عظمت ہی اس پر عمل کرنے کی محرک ہے۔ اور اگر اس پر عمل نہیں کریں گے تو وہ انشاءاللہ گناہ گار نہیں ہوں گے، کیونکہ ایک محقق نے بہر حال اس کی تحقیق کر کے ہی اسے ضعیف قرار دیا ہے، گو نفس الامر میں وہ صحیح ہی ہو۔

www.islamfort.com

اس میں اصل بنیاد دو چیزیں ہیں، ایک نیت، دوسرا دیانتدارانہ محنت۔ نیت یہ ہو کہ حدیث رسول پر عمل کرنا ہے۔ دوسرے، یہ کہ حدیث کی تلاش وجستجو اور اس کی صحت وضعف کی تحقیق میں اس نے کوتاہی نہ کی ہو۔ ان دو چیزوں کے بعد وہ اُن میں کامیاب ہو گیا۔ تب بھی، اور ناکام رہا تب بھی۔ دونوں ہی صورتوں میں وہ عنداللہ فائز المرام ہی رہے گا۔ محدثین کے بیان کردہ اصولوں اور وضاحتوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جو ہم بیان کررہے ہیں۔ مثلاً محدثین کی بعض وضاحتیں حسب ذیل ہیں:

جب کسی حدیث کی بابت کہا جائے ''هذا حديث صحيح'' تو اس سے مراد نفس الامر میں حدیث کا قطعی صحیح ہونا نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں ثقہ رواۃ کی خطا ونسیان کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ (1)

اسی طرح '' هذا حديث غير صحيح '(یہ حدیث صحیح نہیں ہے) سے مراد نفس الامر میں حدیث کا کذب (جھوٹا) ہونا نہیں ہوتا، کیونکہ کاذب راوی کے صدق کا اور کثیر الخطا راوی کی اصابت کا امکان باقی رہتا ہے۔ (2)

''رجاله رجال الصحيح'' (اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں) کہنا بھی صحتِ حدیث کی قطعی دلیل نہیں ہوتا، کیونکہ صحیحین یا صحیح کے بعض راوی متکلم فیہ بھی ہیں۔ اور شیخین (امام بخاری، وامام مسلم) ان سے صرف اسی وقت روایت کرتے ہیں۔ جب ان کی متابعت پائی جاتی ہو یا ان کے شواہد ہوں یا ان کو علم ہو کہ ان کی کوئی اصل موجود ہے۔ اسی لیے اگر وہ راوی کسی روایت میں منفرد ہوں یا ثقات کے خلاف راویت کریں، تو ایسی صورت میں وہ ان سے روایت نہیں کرتے، پس صحیح کے راوی ہونے کے باوجود اس بات کا احتمال رہتا ہے کہ اس محدث کی شرائط میں سے ایسی کوئی شرط مفقود ہو جس کو صاحب

---

(1) لیکن محض ظن کی بنیاد پر اس کی صحت میں شک نہیں کیا جا سکتا بلکہ اسے صحیح ہی تصور کیا جائے گا اور اس پر عمل کیا جائے گا تا وقتیکہ اس کا ضعف واضح ہو جائے۔

(2) لیکن اس امکان کے پیش نظر کہ ممکن ہے وہ صحیح ہو اس پر عمل درست نہیں ہے، تا وقتیکہ اس کی صحت کی دلیل مل جائے، اس لئے صحت حدیث ہونے کے بعد وہ صحت قطعی ہی ہوگی تا وقتیکہ ضعف کی دلیل مل جائے اسی طرح وہ ضعف بھی قطعی ہی ہوگا تا وقتیکہ اس کی صحت واضح ہو جائے۔

www.islamfort.com

صحیح نے بہ وقت تصحیح وتخریج ملحوظ رکھا تھا۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔کتاب ’’ضعیف احادیث کی معرفت اوران کی شرعی حیثیت‘‘ تالیف غازی عزیر الجبیل ،سعودی عرب)

ان اصولوں یا وضاحتوں سے مقصود اس بات کو واضح کرنا ہے کہ احادیث کی تحقیق کا فن کثیر الجہات ہونے کی وجہ سے نہایت دقیق اور ازحد مشکل ہے۔اس میں پوری کوشش کرنے کے باوجود دوسرے پہلو کا امکان رہتا ہے،تاہم جب تک دوسرے پہلو کی واضح اور قطعی دلیل نہ ملے،پہلی ہی بات اور فیصلے پر عمل کیا جائے گا،اس لیے جن احادیث کی صحت وضعف میں دو محققین کا اختلاف ہو، وہاں تو دوسرے پہلو کا امکان زیادہ ہے۔بنابریں کسی حدیث کی صحت وضعف میں اختلاف کی صورت میں عوام کے لیے اختیار کی گنجائش بھی ہے جیسا کہ پہلے وضاحت کی گئی ہے۔

ضعیف حدیث مطلقاً ناقابل عمل ہے

یہ بات یاد رہے کہ یہ اختیار صرف مختلف فیہ روایات میں ہے لیکن جو روایت متفقہ طور پر ضعیف ہے،اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ضعیف حدیث کے بارے میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن راجح مسلک اس پر عمل نہ کرنا ہی ہے۔اس کی بابت چار مسلک مشہور ہیں۔جو حسب ذیل ہیں۔

(1)ضعیف حدیث مطلقاً قابلِ قبول اور بلاشرط لائق عمل ہے۔

(2)ضعیف حدیث مطلقاً مقبول نہیں،صرف فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں بلاقید شرط مقبول ہے۔

(3)فضائل اعمال وغیرہ میں ضعیف حدیث چند شرائط کے ساتھ مقبول ہے،مثلاً(ضعف شدید نہ ہو، یعنی راوی کذّاب،متّہم بالکذب اور فاش غلطی کرنے والا نہ ہو۔وہ حدیث کسی اصلِ عام کے تحت داخل ہو۔)اوراس حدیث پر عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ رکھا جائے۔

(4)ضعیف حدیث پر عمل مطلقاً ناجائز ہے،یعنی نہ احکام ومسائل میں اس پر عمل کرنا جائز ہے،نہ فضائل اعمال میں،اور نہ مشروط اور نہ غیر مشروط طور پر،یعنی ضعیف حدیث کسی لحاظ سے قابل عمل

www.islamfort.com

نہیں ہے [1]

قُصّاص واعظین قسم کے علماء کا ایک گروہ صدیوں سے ایسا چلا آرہا ہے اور جس کی اب بھی کثرت ہے، جو دوسرے مسلک کا قائل ہے اور وہ فضائلِ اعمال میں ضعیف بلکہ موضوع روایات تک بیان کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ اسی گروہ کی بدولت مسلمان معاشروں میں ضعیف احادیث عوام میں بہت مشہور ہیں اور ان پر عمل بھی عام ہے، حالانکہ علمائے محققین کے نزدیک یہ مسلک صحیح نہیں ہے۔ جب ضعیف حدیث کی نسبت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف محقّق (ثابت) نہیں۔ تو اس حدیث سے کسی عمل کا استحباب کیوں کر ثابت ہوسکتا ہے؟ تاہم محدثین کا ایک گروہ تیسرے مسلک کا قائل ہے لیکن یہ مسلک چوتھے مسلک ہی کے ساتھ جاملتا ہے، جب اس میں یہ شرط بھی موجود ہے کہ اس میں ضعف بھی شدید نہ ہو اور وہ کسی اصل عام کی تحت بھی داخل ہو تو گویا عمل تو صحیح حدیث کے عموم پر ہی ہوا، نہ کہ ضعیف حدیث پر، اس لیے سیدھے طریقے پر یہی کہا جائے کہ چوتھا مسلک ہی صحیح اور قابل عمل ہے اور وہ یہ ہے کہ ضعیف حدیث ، اس کا تعلق احکام و مسائل سے ہو یا فضائل سے، ناقابل عمل ہے۔

جن علمائے محققین نے اس نقطہ نظر سے احادیث کی جانچ پرکھ کی ہے، انہوں نے محدثین ہی کا منہج اختیار کیا ہے اور وہی کام کیا ہے جو امام بخاری وامام مسلم، مؤلفین سنن اربعہ اور دیگر محدثین نے کیا ہے، اس لیے اسی مسلک و منہج کو اختیار کرنے اور اسے ہی فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

اہل حدیث عوام وخواص سے چند گزارشات

اس موقع پر ہم مناسب اور ضروری سمجھتے ہیں کہ اہل حدیث عوام وخواص سے بھی کچھ گزارشات کریں۔ ہم جانتے ہیں کہ ضعیف حدیث اور اس کے بارے میں محدثین کے جس مسلک کی ہم نے وضاحت کی ہے، وہ اہل حدیث حضرات کے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے، ان کا الحمد اللہ یہی مسلک ہے

[1] ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حیثیت

www.islamfort.com

اور اسی پر وہ عمل پیرا ہیں، کیونکہ وہ محدثین ہی کی جماعت ہیں اور ان کے فکر ومنہج کے وہ واحد علم بردار ہیں۔اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو تقلیدی مذاہب سے بچایا ہے۔اسی طرح وہ اکابر پرستی سے بھی محفوظ ہیں،اس لیے ان کے ہاں یہ بات بھی نہیں ہے کہ فلاں بزرگ نے یہ فرمایا ہے یا فلاں بزرگ کا یہ عمل ہے،قطع نظر اس سے کہ بزرگ کا فرمودہ یا عمل حدیث کے مخالف ہے یا موافق؟ان کے ہاں کسی بزرگ کی بات یا عمل اسی وقت قابل قبول ہوتا ہے جب اس کی بنیاد کسی نصّ شرعی پر ہوتی ہے،وہ نص واضح ہو قیاس صحیح کے طریقے پر نص سے مستنبط ہو۔اس کے بغیر کسی بھی بڑے سے بڑے بزرگ کی کوئی بات یا اس کا عمل اہل حدیث کے ہاں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

لیکن اس دور میں تحقیقِ حدیث کا جو ذوق عام ہوا ہے اس کے نتیجے میں سنن وغیرہ کی بعض روایات جو تحقیق کے بغیر معمول بہ چلی آرہی تھیں یا علمائے اہل حدیث کی بعض تالیفات میں درج تھیں۔علاوہ ازیں ان روایات یا تالیفات کو قبول اور عام درجہ بھی حاصل تھا اور ہے،لیکن تحقیق کے بعد وہ روایت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچیں گے،تو اہل حدیث نے الحمدللہ بلا تأمل ان روایات پر عمل کرنا یا ان کو صحیح سمجھنا چھوڑ دیا۔ان کا یہ عمل ان کے فکری منہج کے عین مطابق بھی ہے اور ان کے مزاج وتربیت کا حصہ بھی۔

لیکن ہمیں افسوس ہے کہ بعض اہل حدیث عوام وخواص کی طرف سے اس مسلکی منہج اور مزاج وتربیت کے برعکس یہ باتیں سننے میں آرہی ہے کہ فلاں بزرگ تو اتنے بڑے عالم تھے،انہوں نے اپنی کتاب میں یہ روایات بیان کی ہیں، یا عرصۂ دراز سے اہل حدیث ان پر عمل کرتے چلے آرہے ہیں یا ہم شیخ البانی رحمہ اللہ کے یا فلاں محقق کے مقلد تھوڑے ہی ہیں!

یہ کہنے والے اگرچہ تعداد میں نہایت تھوڑے ہیں لیکن ہم ان سے یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کی مذکورہ باتیں یکسر سطحی بھی ہیں اور اُس مسلکِ محدثین سے انحراف بھی،جس کے حامل اور علم بردار اہلِ حدیث ہیں۔علاوہ ازیں ان کی باتیں اس مقلدانہ ذہن کی غمّاز ہیں،جس کے خلاف اہل حدیث نے بھرپور جہاد کیا ہے۔

www.islamfort.com

واقعہ یہ ہے کہ جن بزرگوں نے وہ روایات اپنی بعض تالیفات میں درج کی ہیں، تو انہوں نے تحقیق کے بغیر درج کردی ہیں، ان کی تحقیق کی طرف انہوں نے توجہ نہیں دی۔ اس لیے وہ تو یقینا معذور ہیں اور جو حضرات ان پر عمل کرتے آئے ہیں وہ بھی مأجور ہی ہوں گے، اس لیے کہ ان کی نیت حدیث پر عمل کرنے کی تھی اور وہ ان شاء اللہ ، اللہ تعالیٰ کے ہاں عامل بالحدیث ہی شمار ہوں گے۔ لیکن اب یا کسی وقت بھی ان کا ضعف ثابت ہوگیا، تو پھر ایسی احادیث پر عمل کا کوئی جواز نہیں ہوگا۔

ضعف ثابت ہونے کے بعد ان پر محض اِس لیے عمل کرنا کہ فلاں بزرگ یہ لکھ گئے ہیں، یا فلاں بڑے عالم نے اسے اپنی کتاب میں درج کیا ہے، یا ان پر عمل کرتے ہوئے ہماری عمریں گزر گئی ہیں۔ یہ سب باتیں محدثین کے منہج کے خلاف ہیں، اہلِ حدیث کے مزاج وتربیتِ صحیح کے خلاف ہیں اور اسی تقلیدی ذہنیت کا مظاہرہ ہے جس کو اہل حدیث بجا طور پر حرام قرار دیتے ہیں۔

باقی رہی بات شیخ البانی رحمہ اللہ یا کسی اور محقق کی۔ تو ان کی کسی تحقیق کی روشنی میں کسی سابقہ بڑے عالم اور بزرگ کی بات کو یا ان کی درج کردہ ضعیف حدیث کو چھوڑ دینا، یہ شیخ البانی یا کسی اور کی بات اس لئے نہیں مان لی جاتی ہے کہ وہ کوئی مامور من اللہ ہیں یا ان کو مامور من اللہ باور کرلیا گیا ہے، بلکہ ان کی بات صرف اس لئے مانی جاتی ہے کہ انہوں نے محدثانہ اصول ہی کی روشنی میں احادیث کی تحقیق کی ہے، اسی لئے جہاں ان سے غلطی ہوئی ہے یا ان کی کسی فکر میں منہجِ محدثین سے انحراف ہے، وہاں ان کی باتیں بھی مردود ہیں اور اس کی کئی مثالیں موجود ہیں جن سے اہلحدیث نے شدید اختلاف کیا ہے۔ لیکن ان کی بعض غلطیوں یا ان سے اختلافات کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی جلیل القدر خدماتِ حدیث کو اہمیت نہ دی جائے یا ان کی خدمات وتحقیقات سے استفادہ کرنے والوں کو ان کا مقلد قرار دے دیا جائے۔

یہ تو بالکل وہی بات ہے جو بعض جاہل قسم کے لوگ اہلِ حدیثوں کی بابت کہتے ہیں کہ ہم فلاں کے مقلد ہیں، تو تم بھی تو امام بخاری وغیرہ کے مقلد ہو۔ ہم فلاں فقہ کی پابندی کرتے ہیں، تو تم بھی تو صحیح بخاری وغیرہ کی پابندی کرتے ہو۔ کیا ان کی بات صحیح ہے؟ یہ الزام درست ہے؟ نہیں، یقیناً نہیں، اس

www.islamfort.com

لئے کہ ہم امام بخاری کے مقلد تھوڑے ہی ہیں، وہ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث ہم تک پہنچانے والے ہیں۔ ہم نے تو صرف ان کی امانت و دیانت اور تحقیق پر اعتماد کیا ہے۔ بات تو ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی مانی ہے جس کی بات کے ماننے کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ اس کا تقلید سے کیا واسطہ؟ اسی طرح شیخ البانی وغیرہ محققین کی تحقیقات ہیں جن کی امانت و دیانت اور تحقیق پر اعتماد کیا جاتا ہے کیوں کہ انہوں نے بھی اس دور میں وہی کام کیا ہے جو اس سے پہلے ائمہ حدیث اور فقہائے محدثین نے کیا ہے۔ اس کا بھی تقلید سے کیا واسطہ؟

ایک اور خلط مبحث یا خلافِ حقیقت تعبیر

بعض حضرات خلط مبحث کا ارتکاب کر کے اہل علم و تحقیق کے بعض علمی اختلافات کو بنیاد بنا کر یہ بات بھی کہہ رہے ہیں کہ بعض محقق یہ کہہ رہے ہیں، اور دوسرے حضرات اس کے برعکس یا اس سے قدرے مختلف یہ بات کہہ رہے ہیں۔ اور پھر تحقیق، یا استنباط یا فہم کے اس اختلاف کو انتشارِ فکر سے تعبیر کر رہے ہیں یا اسے بھی سابقہ علماء سے اختلاف کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں، حالانکہ یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں۔ تحقیق کا اختلاف تو ایسا اختلاف ہے جو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے اور اسے آئندہ بھی بالکلیہ ختم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ صحابہ و تابعین کے عہد میں بھی تھا، فہمِ حدیث اور اس سے اخذِ مسائل میں محدثین کے درمیان بھی یہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس قسم کا علمی اختلاف علمائے اہلحدیث کے درمیان بھی ہے اور رہے گا۔ اسے فکری انتشار سے تعبیر کرنا یا علمائے مرحومین سے اختلاف کا نتیجہ قرار دینا یکسر غلط اور حقائق کو مسخ کرنا ہے۔ بات کی وضاحت کے لئے چند مثالیں یہاں پیشِ خدمت ہیں۔

1۔ جیسے عاشورے (10 محرم) کے دن روزہ رکھنے کا مسئلہ ہے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ روزہ رکھا کرتے تھے، لیکن جب آپ کے علم میں یہ بات آئی کہ یہودی بھی عاشورے کا روزہ رکھتے ہیں، اور اس طرح ان سے موافقت یا مشابہت ہو جاتی ہے، تو آپ نے یہودیوں کی مخالفت کے نقطۂ نظر سے فرمایا:

www.islamfort.com

"لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسعة"[1]

''اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو میں نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔''

اس فرمانِ رسول کے فہم میں اختلاف ہوا، جس سے مسئلے کی نوعیت میں بھی اختلاف ہو گیا۔ علماء کے ایک گروہ نے کہا، اس کا مطلب ہے کہ میں صرف 9 محرم کا روزہ رکھوں گا، یعنی دس محرم کا روزہ نہیں، اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اب صرف 9 محرم کا روزہ رکھنا مسنون عمل ہے۔ 10 محرم کا روزہ رکھنا بھی صحیح نہیں اور 10 محرم کے ساتھ 9 محرم کا روزہ ملا کر رکھنا بھی سنت نہیں۔ دوسرے علماء نے مذکورہ فرمانِ رسول کا مطلب یہ سمجھا کہ میں 10 محرم کے ساتھ 9 محرم کا روزہ بھی رکھوں گا کیونکہ 10 محرم کا روزہ تو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نجات پانے کی خوشی میں رکھا تھا۔ اس اعتبار سے 10 محرم کے روزے کی مسنونیت تو مسلّم ہے، لیکن یہودیوں کی مخالفت کے لئے آپ نے اس کے ساتھ 9 محرم کا روزہ رکھنے کی بھی خواہش کا اظہار فرمایا جس پر عمل کرنے کا موقع آپ کو نہیں ملا۔ بعض دیگر روایات سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ اسی لئے صاحبِ مرعاۃ مولانا عبید اللہ رحمانی، امام ابن القیم اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم نے اسی مفہوم کو زیادہ صحیح اور راجح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مرعاۃ المفاتیح 3/ 270، طبع قدیم)

2۔ دعائے قنوتِ وتر کا مسئلہ ہے، اس میں 3 مسئلے مختلف فیہ ہیں

دعائے قنوتِ وتر رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد از رکوع؟ ۔ اس میں روایات کی رو سے راجح بات قبل از رکوع کی ہے، تاہم کچھ علماء بعد از رکوع کے بھی قائل ہیں۔

دوسرا مسئلہ ہے کہ دعائے قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھائے جائیں یا ہاتھ اٹھائے بغیر دعا پڑھی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعائے قنوتِ نازلہ میں (جو آپ نے ایک مہینہ پانچوں نمازوں میں پڑھی) ہاتھوں کا اٹھانا ثابت ہے، جو علماء دعائے قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کے قائل ہیں، وہ دعائے قنوتِ نازلہ پر

---

[1] صحیح مسلم: کتاب الصیام باب ای یوم یصام فی عاشوراء

www.islamfort.com

قیاس کرکے، قنوتِ وتر کیے لئے بھی ہاتھ اٹھانے کا اثبات کرتے ہیں، علاوہ ازیں بعض صحابہ کا عمل بھی اس کا مؤید ہے (جو قیام اللیل، للمروزی میں دیکھا جا سکتا ہے۔)

تیسرا مسئلہ دعائے قنوت پڑھنے کے بعد ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے کا ہے۔ عام رواج تو ہاتھوں کا منہ پر پھیرنا ہی ہے، لیکن یہ عمل کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، اس لئے علمائے محققین اس سے روکتے ہیں۔ البتہ عام دعا کرنے کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا جائز ہے اور اس کی دلیل بعض صحابہ کا عمل ہے۔ کسی صحیح حدیث سے اس کا بھی ثبوت مہیا نہیں ہوتا۔

اس میں ایک مسئلہ دعائے قنوت میں نستغفرک و نتوب الیک کے پڑھنے نہ پڑھنے کا بھی ہے۔ یہ دعائے قنوت حصن حصین میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے، لیکن ظاہر بات ہے کہ حصن حصین حدیث کی کتاب نہیں ہے، بلکہ دعاؤں کا مجموعہ ہے اور اس میں ضعیف روایات بھی ہیں۔ جب براہِ راست کتب احادیث میں یہ الفاظ تلاش کئے گئے، تو محولہ کتب حدیث میں، یہ یہ دعائے قنوت نستغفرک ونتوب الیک کے بغیر ہے، اس لئے علمائے محققین نے کہا کہ یہ الفاظ نہ پڑھے جائیں کیونکہ یہ ثابت نہیں ہیں۔

لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بعض بزرگوں کی کتابوں میں یہ دعا ان الفاظ کے ساتھ ہے، اس لئے اس کو اسی طرح پڑھنا چاہئے۔ اب یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ان الفاظ کا وجود تو محولہ کتبِ حدیث میں نہیں ہے، لیکن ان کے پڑھنے پر اس لئے اصرار کیا جائے کہ بعض بزرگوں نے اس دعا کو ان الفاظ کے ساتھ اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، حالانکہ ان الفاظ کی صحت پر اصرار ہے تو اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان الفاظ کو محدثانہ منہج اور اصول سے ثابت کیا جائے اور حدیث کی کسی کتاب سے ان کو نکال کر دکھایا جائے۔ جب تک ایسا نہیں کیا جائے گا، اُن حضرات کا مؤقف ہی صحیح سمجھا جائے گا جو ان الفاظ کو غیر ثابت قرار دے رہے ہیں۔

تاہم دعائے قنوت کی بابت پہلے تین مسئلوں کے اختلاف کی بنیاد چونکہ دلائل پر یا عملِ عام (رواج) پر ہے، اس لئے ان میں راجح مؤقف ان کا ہوگا جن کی دلیل زیادہ مضبوط ہوگی، بصورتِ

www.islamfort.com

دیگر دونوں صورتیں جائز متصور ہوں گی۔ اور عملِ عام (رواج) عدم دلیل کی وجہ سے قابلِ ترک ہوگا، جیسے دعائے قنوت کے بعد ہاتھوں کا منہ پر پھیرنا حدیث سے ثابت ہے نہ عمل صحابہ سے۔ اس لئے اس کا ترک ضروری ہوگا۔ الاّ یہ کہ اس کو دلیل سے ثابت کر دیا جائے۔

3۔ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا مسئلہ ہے

بعض علما نے سنن نسائی کی ایک روایت کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے قومے میں (بعد از رکوع) ہاتھ باندھنے کو ضروری قرار دیا، جب کہ دوسرے علماء نے اس استدلال سے اتفاق نہیں کیا اور اس کا مفہوم یہ بیان کیا کہ آپ جب بھی نماز کے لئے قیام فرماتے، تو ہاتھ باندھ لیتے۔ اذا قام سے مراد نماز کا اولین قیام ہے کہ جب بھی نبی ﷺ نماز پڑھنے کی نیت سے کھڑے ہوتے، تو (تکبیرِ تحریمہ کے بعد) ہاتھ باندھ لیتے، نہ کہ مطلق قیام، جس میں رکوع کے بعد کا قومہ بھی شامل ہو جائے، کیونکہ اگر نبی ﷺ نے رکوع کے بعد بھی ہاتھ باندھے ہوتے، تو صحابہ کرام آپ کی کیفیتِ نماز میں اس کو بھی ضرور بیان کرتے۔ جب صحابہ نے یہ کیفیت بیان نہیں کی تو اذا قام کے عموم سے اس کا اثبات نہیں ہوسکتا۔ کسی خاص بات کے اثبات کے لئے دلیلِ خاص کا ہونا بھی ضروری ہے، اس کے بغیر اس کا اثبات نہیں ہوسکتا۔

4۔ اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ کھانا کھانے سے قبل اور اسی طرح وضو کرنے سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پوری پڑھی جائے، یا صرف بسم اللہ کے الفاظ کا پڑھ لینا ہی کافی ہے؟

علمائے اہلِ حدیث میں سے بعض نے کہا کہ بسم اللہ پوری پڑھی جائے، اور بعض نے کہا کہ چونکہ حدیث کے الفاظ ہیں بسم اللہ (اللہ کا نام لو) تو صرف بسم اللہ ہی کے الفاظ پڑھے جائیں۔ یہ اختلاف صرف فہمِ حدیث کا اختلاف ہے۔ دونوں ہی رائیں ایسی ہیں کہ ان کی کچھ نہ کچھ بنیاد ہے، اس لئے یہاں راجح مرجوح کی بات تو ہوسکتی ہے، لیکن غلط کسی کو بھی نہیں کہا جا سکتا، مگر بعض لوگ اسے علمائے اہلِ حدیث کا باہمی تضاد اور تعارض قرار دے رہے ہیں۔

ناطقہ سر بہ گریباں ہے، اسے کیا کہیے؟

www.islamfort.com

بہر حال اسی طرح فہمِ حدیث کا اختلاف یا قیاس واستنباط کا اختلاف یا حدیث کی صحت وضعف کی وجہ سے اختلاف اور بھی بعض مسائل میں اہلِ حدیث علماء کے مابین ہے۔ یہ علمی اختلافات اس بات کی دلیل ہیں کہ اہلِ حدیث کے ہاں کسی قسم کا تقلیدی جمود ہے نہ اکابر پرستی کا سلسلہ۔ ان کے ہاں دلیل کی بنیاد پر بحث ومذاکرہ اور نقد وتحقیق کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور جو بات، جب بھی، دلیل کی رُو سے راجح قرار پاتی ہے، وہی ان کا مسلک بن جاتی ہے اور دوسری بات مرجوح یا متروک قرار پاتی ہے۔ اسی لئے اہلِ حدیث کے ہاں فقہ اہلِ حدیث کے نام سے کوئی متعین کتاب ایسی نہیں ہے جس کی پابندی ان کے ہاں ضروری سمجھی جاتی ہو۔ وہ ہر مسئلے میں احادیثِ صحیحہ اور فقہ الحدیث پر مرتب کتابوں سے براہِ راست استفادہ کرتے ہیں اور جو بات سمجھ میں آتی ہے، اسی پر وہ عمل کرتے ہیں اور اپنے عوام کو بھی اسی پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ایسی تحقیق کرتے وقت ان کے کوئی ذہنی تحفظات ہوتے ہیں نہ حزبی مفادات، نہ کسی کی شخصی عظمت ہوتی ہے اور نہ کسی قسم کا فقہی جمود۔ اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف واقع ہوتا ہے تو وہ فہم واستنباط اور تعبیر وتوجیہ کا ہوتا ہے، جس میں دونوں توجیہوں اور تعبیروں پر عمل کی گنجائش ہوتی ہے، کیونکہ مقصد دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات پر عمل کرنا ہے، نہ کہ ان کو نظر انداز کرکے کسی تیسرے شخص کے قول اور رائے پر، بنا بریں اس علمی اختلاف کو تضاد وتعارض کہنا صحیح ہے نہ اسے فکری انتشار سے تعبیر کرنا ہی درست ہے۔

www.islamfort.com

سیرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(حیات وفات، دروس ونصیحتیں)

عبدالمجید محمد حسین بلتستانی [1]

نام مبارک اورنسب

آپ نام ونسب یہ ہے: ''عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر القرشی التیمی''۔آپ کا نسب مبارک چھٹی پشت میں بہ واسطہ کعب بن مرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاملتا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی زمانۂ جاہلیت میں عبد رب الکعبہ تھا[2] اور ''الإستيعاب في معرفة الأصحاب''میں آپ کا نام عبدالکعبہ مذکور ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کرکے عبداللہ تجویز فرمایا:

''عبد الله بن أبي قحافة أبو بكر الصديق رضي الله عنهما. كان اسمه في الجاهلية عبد الكعبة فسماه رسول الله ﷺ عبد الله. هذا قول أهل النسب''[3]

آپ کے والد ماجد ابوقحافہ کا نام" عثمان" تھا،جن کا تعلق بنوتیم قبیلہ سے تھا اورنسب مبارک اس طرح ہے۔ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر القرشی التیمی۔

آپ کی والدۂ ماجدہ کا نام سلمی تھا،ان کا نسب مبارک اس طرح ہے۔سلمٰی بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ،اورکنیت ام الخیرتھی۔

---

[1] فاضل مدینہ یونیورسٹی

[2] شرح مواهب زرقانی ،1/445۔

[3] الإستيعاب في معرفة الأصحاب،1/294۔

www.islamfort.com

یہ آغازِ اسلام ہی میں مشرف بہ اسلام ہوگئی تھیں۔ جب دعوت کے حوالے سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مکہ میں ماریں پڑیں اور اتنا مارا کہ لہولہان کر دیا اور ان مارنے والوں میں بدبخت عتبہ بن ربیعہ پیش پیش تھا، اس ملعون نے آپ کے چہرے مبارک کو خصوصی طور پر نشانہ بنایا، آپ کی حالت ایسی ہوگئی تھی کہ دیکھنے والے یہ گمان کرنے لگ گئے کہ آپ اس مار کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہوگئے ہیں، اس وقت بھی ہوش میں آتے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا کہ وہ کیسے ہیں؟ جب بتایا گیا کہ وہ دارارقم میں ہیں تو کہنے لگے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ نہ لوں اس وقت تک کچھ بھی نہ کھاؤں گا اور نہ ہی پیوں گا، رات کی تاریکی میں آپ کی والدہ اور ایک اور خاتون آپ کو سہارا دے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائیں، آپ کی حالت کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شدید رقت طاری ہوگئی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، مجھے زیادہ تکلیف نہیں ماسوا چہرے کے جس کو اس بدبخت عتبہ بن ربیعہ نے گزند پہنچایا ہے۔ یہ میری مشفق والدہ ہیں اور خیر وبرکت کا منبع ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرما کر میری والدہ کو اسلام کی دعوت دیجیے، ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک انہیں بھی جہنم کی آگ سے بچالے۔'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اور وہ اسی وقت اسلام کی دولت مالا مال ہوگئیں۔ (1)

ولادتِ باسعادت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے بعد ہوئی، کتنی مدت بعد ہوئی اس کی بابت اہل علم کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے، تین سال، اڑھائی سال، دوسال چند ماہ جیسے اقوال مذکور ہیں۔ (2)

القاب مبارکہ

آپ ''عتیق'' اور ''صدیق'' کے مبارک القاب سے ممتاز ہیں۔

---

(1) سیدنا ابوبکر صدیق (مترجم)، از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 94/1

(2) سیدنا ابوبکر صدیق (مترجم) ، از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 60/1

www.islamfort.com

عتیق

آپ کو عتیق کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کی چند وجوہات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

پہلی وجہ

آپ کی والدہ ماجدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ آپ کو بیت اللہ شریف لے گئیں اور دعا کی: ''اے اللہ! انہیں موت سے آزاد کر کے میری خاطر زندگی عطا فرما دے'' دعا قبول ہوئی اور آپ کا لقب مبارک عتیق ہو گیا[1]

دوسری وجہ

جامع ترمذی میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنْ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا''۔[2]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم من جانب اللہ جہنم کی آگ سے آزاد (محفوظ) ہو، اسی دن سے آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے دوسری روایت ہے، آپ فرماتی ہیں: ''ایک دن میں اپنے گھر میں موجود تھی، باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، میرے اور صحابہ کے درمیان پردہ حائل تھا، اچانک سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا:

---

[1] تاریخ دمشق 35/13، شرح مواہب زرقانی 445/1۔

[2] جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه، حدیث نمبر: 3679، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان 280/15، اسناده صحیح

www.islamfort.com

''من سره ان ينظر الى عتيق من النار فلينظر الى ابى بكر"۔[1]

''جو دوزخ سے آزاد شخص کو دیکھنا پسند کرے وہ ابوبکر کی زیارت کرے''۔

تیسری وجہ

آپ کے نسب میں کوئی عیب نہ ہونے اور اعلیٰ نسب کی وجہ سے عتیق کہا گیا۔

قال مصعب الزبيري وطائفة من أهل النسب: إنما سمى أبو بكر عتيقاً لأنه لم يكن في نسبه شيء يعاب به. [2]

مصعب زبیری اور دیگر اہل نسب کے بقول: ''آپ رضی اللہ عنہ کا نسب ہر قسم کے عیوب سے پاک تھا''۔

چوتھی وجہ

عتیق معنی قدیم، آپ کیونکہ قدیم الاسلام ہیں اور ابتدا ہی سے خیر او ربھلائی آپ کے لیے مقدر ہو چکی تھی اس لیے عتیق کہلائے گئے۔

لقدمه فى الخبر ولسبقه الى الاسلام[3]

''آپ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام اور قبولِ اسلام میں سبقت لے جانے والے تھے''۔

صدیق

آپ رضی اللہ عنہ کا سب سے مشہور لقب صدیق ہے، یہ لقب بھی امام کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو عنایت فرمایا ہے، ایک مرتبہ آپ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنھم اجمعین بھی تھے ان نیک صفات کو اپنی پیٹھ پر دیکھ کر وہ حرکت کرنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] تاریخ دمشق ،35/13،الرياض النضرة78/1۔

[2] الإستيعاب في معرفة الأصحاب، 1/ 294۔

[3] زرقانی ،445/1۔

www.islamfort.com

"اثبت احد!فانما علیک نبی وصدیق وشھیدان"[1]

''اے احد پرسکون ہو جا تجھ پر اس وقت ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں''۔

آپ نے ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے میں پہل کی، اس لیے آپ کا لقب صدیق رکھا گیا۔

پہلے تصدیق کرنے والے

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم : کذبت ،وقال ابوبکر: صدق"۔[2]

''اللہ تعالی نے مجھے تم سب کی طرف مبعوث فرمایا تو سب نے میری تکذیب کی، جب کہ ابوبکر نے میری تصدیق کی''۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول فرمایا ہے، جب کہ خواتین میں سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا حلقۂ اسلام میں داخل ہوئیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی اشاعت میں سب سے پہلے اپنا مال خرچ کرنے کی سعادت حاصل کی، اسلام قبول کرنے کے موقع پر آپ کے پاس چالیس ہزار اشرفیاں تھیں آپ نے وہ سب کی سب اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالیں۔

صاحب

یہ لقب اللہ پاک کا عطا کردہ ہے، اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾[سورہ توبہ آیت:40]

---

[1] صحیح بخاری حدیث:3675

[2] صحیح بخاری، حدیث نمبر:3261

www.islamfort.com

علما کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں "صاحب" سے مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس لقب کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"آیت ﴿اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ...﴾ سیدنا ابوبکر کے عظیم فضائل ومناقب میں سے ہے، اس آیت میں بالاتفاق "صاحب" سے مراد سیدنا ابوبکر ہیں۔ بہت سی احادیث اس بات پر شاہد ہیں کہ غار میں سیدنا ابوبکر، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور اس فضیلت میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں۔" (2)

اتقیٰ

یہ لقب قرآن مجید کے ذریعے سے ملا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَى﴾ "اور بڑا متقی اس (بھڑکتی آگ) سے ضرور دور رکھا جائے گا۔"

مالِ صدیقی سے آزادی پانے والے:

آپ نے مکہ میں اسلام قبول کرنے والے نادار غلام طبقہ سے تعلق رکھنے والوں کو اپنے مال سے خرید کر اللہ کے لیے انہیں آزاد کر دیا، ان آزادی پانے والوں میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے، انہیں ان کا مالک امیہ بن خلف سخت قسم کی تکالیف دیتا تھا اس ظالم نے انہیں ایک دن بھوکا پیاسا رکھا اگلے دن دوپہر کو تپتی ریت پر برہنہ پشت کر کے لٹا دیا اور سینے پر بھاری بھرکم پتھر رکھ کر بولا کہ مرتے دم تک اسی حالت میں رہو گے جب تک کفر نہ کرلو ان کی زبان سے نعرہ توحید ہی بلند ہوتا رہا، ایک دن سیدنا ابوبکر اس کے پاس اس حالت میں پہنچے وہ ان پر ظلم کر رہا تھا، آپ نے امیہ سے کہا:

"الاتتقي فی هذا المسكين؟ حتى متى؟" اس بے چارے کو تکلیف دیتے ہوئے تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ آخر کب تک یہ سلوک روا رکھو گے؟

اس نے کہا تم لوگوں نے اسے خراب کیا ہے اگر اس کا اتنا ہی احساس ہے تو اسے اس مصیبت سے نجات دلاؤ، تو آپ نے اپنے ایک سیاہ طاقت ور غلام کے بدلے جو کہ کافر تھا انہیں اس کے ظلم سے

---

(1) تاریخ الدعوة الى الاسلام ،ڈاکٹر یسری محمد ھانی ،ص:39۔بحوالہ سیدنا ابوبکر صدیق (مترجم)،از ڈاکٹر محمد علی صلابی،58/1۔

(2) سیدنا ابوبکر صدیق (مترجم)،از ڈاکٹر محمد علی صلابی،59/1۔

www.islamfort.com

نجات دلائی۔ جب یہ سودا ہوا تو انہیں اس سے لے کر آپ نے آزاد کر دیا۔

اور دوسرے لوگ جنھوں نے مالِ صدیقی کے عوض آزادی پائی ان میں عامر بن فہیرہ، ام عبیس، زنیرہ، نہدیہ اور ان کی صاحبزادی اور بنومومل قبیلے کی لونڈی ان سب کو اپنے مال سے خرید کر لوجہ اللہ آزاد کر دیا۔ رضی اللہ عنھم اجمعین۔ [1]

اوّاہ

یہ بھی آپ کے القابات میں سے ہے، جو کہ آپ کے خوف وخشیت پر دلالت کرتا ہے، امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی نرم دلی اور مزاج میں شفقت ورحمت کی وجہ سے ''اوّاہ'' کے لقب سے نوازا گیا۔'' [2]

کنیت، ابوبکر

عرب میں کنیت کا رواج عام تھا، یہ کبھی اولاد کے نام پر ہوتی ہے، جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے اور کبھی کسی اور مناسبت کے پیش نظر رکھ دی جاتی ہے اس مناسبت سے آپ کی کنیت ابوبکر تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ ''بکر'' سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ''نوجوان اونٹ'' اس کی جمع ''ابکر'' ہے، نیز عرب کے ہاں بچوں کو ''بکر'' سے موسوم کرنے کا رواج عام تھا اس لیے اس کی مناسبت سے آپ کی کنیت ''ابوبکر'' پڑ گئی اور اصل نام پر غالب آ گئی۔ [3]

حلیہ مبارک

جہاں تک حلیہ کا تعلق ہے اس بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ کا رنگ سفید، جسم نحیف تھا۔ مختلف سیرت نگاروں نے آپ کے حلیہ مبارک کو یوں بیان کیا ہے: ''آپ سفید زردی مائل رنگت ،خوبصورت قدوقامت، نازک بدن، جھکتی ہوئی کمر، پتلے چہرے، چھوٹی آنکھوں، اٹھے ہوئے بانسے

---

[1] سیدنا ابوبکر صدیق (مترجم)، از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 1/102-109۔

[2] طبقات ابن سعد 3/171۔ بحوالہ سیدنا ابوبکر صدیق (مترجم)، از ڈاکٹر محمد علی صلابی 1/59۔

[3] سیدنا ابوبکر صدیق (مترجم)، از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 1/53۔

www.islamfort.com

اور تنگ نتھنوں والی ناک، پتلی پنڈلیوں، مضبوط رانوں، ابھری ہوئی پیشانی کے مالک تھے، آپ کی انگلیوں کے جوڑ نمایاں تھے آپ اپنے بالوں اور داڑھی کو منہدی سے رنگتے تھے''۔[1]

قریش کے مشہور قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ نے آپ کے اوصاف حمیدہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''إنك لتصل الرحم وتصدق الحديث وتكسب المعدوم وتحمل الكل وتعين على نوائب الدهر وتقري الضيف''[2]

اے ابوبکر! بے شک آپ ناداروں کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں مصیبت زدہ افراد کے کام آتے ہیں۔

اور یہی سردار انہیں اپنی پناہ میں مکہ لے کر آیا جب قوم والوں نے انہیں نکلنے پر مجبور کر دیا تھا اور بیت اللہ میں صنادید قریش کی مجلس میں جا کر مذکورہ بالا الفاظ کہہ کر ان سے کہا کہ ایسا شخص نہ نکلتا ہے اور نہ ہی نکالے جانے کے لائق ہے۔[3]

دورِ جاہلیت میں بھی آپ قابل عزت وتکریم تھے

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وكان من رؤوساء قريش في لجاهلية وأهل مشاورتهم ومحبباً فيهم وأعلم لمعالمهم'' [4]

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شمار دور جاہلیت میں قریش کے سرداروں اور اہل مشاورت میں ہوتا تھا، آپ کی شخصیت نہایت محبوب تھی، قریش کے معاملات کو بہتر طور پر سمجھتے تھے''۔

---

[1] سیدنا ابو بکر صدیق (مترجم)، از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 60/1۔

[2] فتح الباری 274/7، سیدنا ابو بکر صدیق (مترجم) 109/1-112۔

[3] سیدنا ابو بکر صدیق (مترجم)، از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 111/1-113۔

[4] تاریخ الخلفاء ص، 12

www.islamfort.com

شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں فرمودات نبوی ﷺ

''لوکنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکرولکن اخی وصاحبی''[1]

''اگر مجھے اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں''۔

محمد بن حنفیہ نے اپنے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ افضل کون ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''ابوبکر''۔[2]

خواب میں قبولیت اسلام کی بشارت

اعلان نبوت سے پہلے آپ نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا، آسمان پر چودھویں کا چمکتا ہو چاند اچانک پھٹ گیا، اس کے ٹکڑے مکہ کے ہر گھر میں بکھر گئے پھر یہ ٹکڑے سمٹ کر اکٹھے ہوئے اور یہ چمکتا ہوا چاند آپ کی گود میں آ گیا۔

آپ نے یہ خواب اہل کتاب کے عالم کو سنایا تو اُس نے تعبیر بتائی کہ وہ نبی محتشم جن کا انتظار ہے، اس نبی آخرالزماں کے آپ معاون ومددگار ہوں گے۔ تو جب رسول اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ نے بلاتوقف بغیر کسی پس وپیش کے اسلام قبول کرلیا۔ جیسا کہ سبل الہدی والرشاد میں ہے:

''أنه رأى رؤيا قبل، وذلك أنه رأى القمر نزل إلى مكة ثم رآه قد تفرق على جميع منازل مكة وبيوتها فدخل في كل بيت شعبة، ثم كان جميعه في حجره. فقصها على بعض أهل الكتابين فعبرها له بأن النبي صلى الله عليه وسلم - المنتظر قد أظل زمانه، اتبعه وتكون أسعد الناس به، فلما دعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يتوقف''.[3]

---

[1] صحیح بخاری حدیث :3656

[2] صحیح بخاری، حدیث نمبر:3671۔

[3] سبل الهدى والرشاد،303/2

www.islamfort.com

وفات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلافت صدیق

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ متعین کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں امامت کے لیے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ

''مروا ابابکر فلیصل بالناس''
''ابوبکر سے کہو کہ وہ امامت کرائیں''۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک امامت کراتے رہے، اس عظیم سانحہ کے موقع پر آپ نے بھرپور کردار ادا کیا، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے صحابی حواس کھو بیٹھے پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ

''فمن کان منکم یعبدمحمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبدالله فان الله حی لایموت''

تم سے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ پاک یقیناً زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی، پھر آپ نے سورہ آل عمران کی آیت

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ ١٤٤﴾ [آل عمران آیت:144]

کی تلاوت فرمائی، جس سے یہ مسئلہ مزید واضح ہو گیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین، سقیفہ بن ساعدہ میں جمع ہوئے کہ کسے خلیفہ مقرر کیا جائے اس سلسلے میں کافی بحث وتمحیص ہوئی ہر ایک نے اپنی رائے کو پیش کیا حتی کہ ایک آدمی نے یہ رائے دی ایک امیر ہم میں (انصار) سے ہو اور ایک تم میں (مہاجرین) سے ہو اس پر بہت آوازیں بلند ہوئیں قریب تھا مسلمانوں میں باہم پھوٹ پڑ جاتی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی پھر انصار ومہاجرین نے بھی آپ کی بیعت کر لی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس منصب کے حریص بالکل بھی نہ تھے بلکہ ان کے ایک خطبے سے ان کی بے رغبتی ظاہر ہوتی ہے:

''والله ماکنت حریصا علی الامارة یوما ولیلة قط ولاکنت فیها راغبا ولا

www.islamfort.com

سالتهاالله فی سر ولا علانية ولكنی اشفقت من الفتنة ومالی فی الامارة من راحة ولكن قلدت امرا عظیما مالی به من طاقة ولا ید الا بتقوية الله عزوجل ولووددت ان اقوی الناس علیها مكانی الیوم"

اللہ کی قسم! میں کبھی کسی دن امارت کا حریص ہوا نہ میں نے کسی بھی شب امارت کا لالچ کیا ہے۔ میں نے کبھی اس میں رغبت نہیں کی اور نہ ہی کبھی ظاہر اور اعلانیہ اس کا طالب رہا لیکن میں فتنے سے ڈرا اور اس امارت کو قبول کرلیا اس امارت میں میرے لیے کوئی راحت نہیں ہے یہ ایک بہت بھاری اور عظیم ذمہ داری ہے جو میرے سپرد کیا گیا ہے مجھ میں اللہ پاک کی نصرت وتائید کے بغیر اس معاملے سے عہدہ برآ ہونے کی طاقت نہیں ہے میری تو یہ خواہش تھی کہ لوگوں میں جو سب سے زیادہ قوی ہے وہ اس منصب کے بوجھ کو اٹھاتا [1]

عہد صدیقی اور زریں کارنامے

آپ رضی اللہ عنہ کی معاشرتی زندگی بڑی زبردست ہے، آپ کی زندگی کے اس پہلو پر نگاہ ڈالیں تو حیرانی ہوتی ہے خلیفہ بننے کے باوجود اپنے معمولات زندگی کو نہیں بدلا، خلیفہ بننے سے پہلے آپ ایک گھرانے کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے، جب خلیفہ بن گئے تو اس گھرانے کے کسی فرد (جوکہ ایک چھوٹی بچی تھی) نے کہا کہ اب آپ ہماری بکریوں دودھ نہیں دوہا کریں گے یہ سن کر آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں اب بھی اس خدمت کو انجام دیتا رہوں گا، امید ہے کہ میری نئی ذمہ داری میری سابقہ نیکی میں رکاوٹ نہیں بنے گی''، اور حسب معمول اس فریضے کو انجام دیتے رہے، اور چھ ماہ تک اس ذمہ داری کو انجام دیا۔ [2]

ایک نابینا خاتون کی زیارت اور اس کی خدمت کے لیے بھی جایا کرتے تھے اس کے گھر کی صفائی

---

[1] مذکورہ بالا تفاصیل ''سیدنا ابوبکر صدیق''(مترجم) از ڈاکٹر محمد علی صلابی سے لی گئی ہیں۔

[2] سیرت ابوبکر صدیق (مترجم)، از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 384/1۔

www.islamfort.com

وغیرہ سب کیا کرتے تھے، اور یہ کام خلیفہ ہوتے ہوئے بھی کرتے رہے۔[1] یہ تو آپ کی معاشرتی زندگی کے کچھ پہلو تھے، اب آتے ہیں ان کے دور خلافت والی زندگی کی طرف جس میں انہوں نے بہ حیثیت خلیفہ امت کے لیے کیا کچھ کیا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھرپور اہتمام کیا اس شعبہ کو منظم کیا خود بھی اس فریضہ کو انجام دیتے۔

آپ فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا

" ان القوم اذا راوا المنكر فلم يغيروه عمهم الله بعقاب "[2]

جب کوئی قوم برائی کو دیکھ کر مٹانے کی کوشش نہ کرے تو اللہ پاک ان سب عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اس کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اس میں خوب حصہ لیتے۔[3]

آپ کے دور میں نظام عدل مضبوط تھا آپ کے اہم فیصلے مندرجہ ذیل ہیں

قصاص کا مقدمہ:

علی بن ماجد سہمی کہتے ہیں کہ میرا ایک شخص سے جھگڑا ہوگیا میں نے اس کا کان چبا ڈالا سیدنا ابوبکر کے پاس ہمارا مقدمہ لایا گیا آپ نے سیدنا عمر سے پوچھا ''انظر هل بلغ ان يقتص منه'' کیا اس میں قصاص لازم آتا ہے؟ تو اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس محکمہ کو بھی فعال کیا ہوا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے نظام سلطنت کو چلانے کے لیے مختلف علاقوں میں گورنر مقرر کیے، انہیں ان کی ذمہ داری سے متعلق امور سمجھائے وہ ذمہ داریاں یہ تھی: نماز کی اقامت، خطبہ جمعہ وغیرہ یہ ذمہ داری امراء

[1] سیرت ابوبکر صدیق (مترجم)، از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 386/1۔

[2] 'السنن الکبریٰ للنسائی 339/6۔

[3] سیرت ابوبکر صدیق (مترجم)، از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 390/1۔

www.islamfort.com

انجام دیتے تھے۔

مفتوحہ علاقوں کا نظم ونسق اور دیگر امور یہ امراء انجام دیتے ان علاقوں کے باسیوں کی تعلیم وتعلم کا انتظام کیا جاتا۔

ان مراء کی ذمہ داری زکوٰۃ کی وصولی اوراس کی تقسیم بھی ہوتی تھی ،اورغیر مسلموں سے جذیہ بھی وصول کرتے اوراسے اورزکوٰۃ کے مال کو بیت المال میں بھی جمع کراتے ،

اورسب سے بڑی ذمہ داری یہ تھی کہ اپنے اپنے علاقوں میں امن وامان کو قائم کرنا اورحدود اللہ کا نفاذ۔

مرتدین اورمانعین زکاۃ کی سرکوبی

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کئی فتنوں نے سراٹھایا ،کچھ لوگ مرتد ہوگئے کچھ نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکارکردیا ،یہ بھی کئی اقسام میں بٹ گئے ،ایک گروہ بتوں کی عبادت کی طرف لوٹ گیا ایک گروہ مسیلمہ کذاب اوراسود عنسی جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کا پیروکار بن گیا،ایک گروہ نے زکاۃ کے دینے سے انکارکردیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص تھی چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پاگئے ہیں اس لیے یہ حکم باقی نہ رہا۔

ایک چوتھا گروہ وہ تھا جومطلقاً زکاۃ کا منکر ہوگیا تھا

الغرض ان کے خلاف جہاد کیا بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ مانعین زکاۃ سے صرف نظر کرلیا جائے تو آپ نے اس رائے کوشدت کے ساتھ رد کرتے ہوئے تاریخی جملہ ارشادفرمایا جوآبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے:

''والله! لاقاتلن من فرق بين الصلاة والزكاة فان الزكاة حق المال والله! لو منعونى عناقا كانوا يؤدونه الى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتهم على منعها''

اللہ کی قسم !میں اس شخص سے ضرور جنگ کروں گا جونماز اورزکاۃ میں فرق کرے گا کیونکہ زکاۃ مالی حق ہے،اللہ کی قسم !اگرانہوں نے مجھے بکری کا وہ میمنا دینے سے بھی انکارکیا جووہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورمیں اداکرتے تھےتو میں اس پر بھی ان سے جنگ کروں گا۔

www.islamfort.com

ایک روایت میں رسی کے الفاظ بھی ہیں کہ اگر اس رسی کو کہ جس سے اونٹ باندھا جاتا ہے وہ بھی نہ دیا تو اس کے حصول کے لیے میں ان سے جنگ کروں گا۔

پھر انہوں نے ان سب فتنوں کے خلاف باقاعدہ اعلان جنگ کیا اور ان کا بہترین علاج کیا اور ان تمام فتنوں کا استیصال کر کے سلطنت اسلامیہ کو ان فتنوں سے بالکل پاک صاف کر دیا اور اللہ پاک نے انہیں کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ [1]

بیویاں اور اولاد

آپ کی بیوں کی تعداد چار تھی، آپ کی اولاد تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں

بیویوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

قتیلہ بنت عبد العزی بن اسعد بن جابر مالک

ان کے قبول اسلام کے بارے میں اختلاف ہے، عبد اللہ اور اسماء کی والدہ تھیں، سیدنا ابو بکر نے انہیں زمانہ اسلام سے قبل ہی طلاق دے دی تھی، ایک دفعہ یہ کچھ تحائف لے کر اپنی بیٹی سیدہ اسماء کے گھر آئیں تو انہوں نے تحائف کے لینے سے انکار کر دیا اور گھر میں بھی داخل ہونے نہ دیا اور سیدہ عائشہ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے اس عمل کے بارے میں آپ ﷺ سے استفسار کیا جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لتدخلها ولتقبل هديتها'' اپنی والدہ کو گھر میں داخل ہونے اجازت دینی چاہیے اور تحائف بھی قبول کرنے چاہئیں۔

ام رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہا

ان کا تعلق بنی کنانہ سے تھا ان کے پہلے شوہر حارث بن سنجرہ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر نے ان سے نکاح کیا یہ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہوگئی تھیں، مدینہ کی طرف ہجرت بھی کی، آپ سیدنا عبد الرحمن اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کی والدہ تھیں، 6ھ کو مدینہ میں وفات پائی۔

[1] سیرت ابوبکر صدیق (مترجم) از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 1/476-484

www.islamfort.com

اسماء بنت عمیس بن معبد رضی اللہ عنہا:

آپ کی کنیت ام عبداللہ تھی، یہ بھی ابتدائی دور میں اسلام لائی تھیں اپنے شوہر سیدنا جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی جنگ موتہ میں ان کی شہادت کے بعد سیدنا ابو بکر نے ان سے نکاح کرلیا ان سے محمد پیدا ہوا۔

حبیبہ بنت خارجہ بن زید الانصاریہ رضی اللہ عنہا

ان سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ''سنح'' نامی جگہ پر نکاح کیا اور آپ کی وفات کے بعد ایک بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئی۔

آپ کی اولاد کا تعارف

آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

سب سے بڑے **عبدالرحمن** رضی اللہ عنہ تھے یہ صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلام لائے۔ بڑے بہادر و شجاع تھے کئی مواقع پر اپنی بہادری کا لوہا منوایا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ

ہجرت کے موقع پر نمایاں کردار ادا کیا دن کے وقت اہل مکہ میں رہ کر ان کی باتیں سنتے پھر رات کی تاریکی میں غار ثور جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابوبکر کو جا کر مکمل رپورٹ دیتے۔ طائف کی جنگ میں تیر لگا جس کا زخم تادیر رہا اسی کے نتیجے میں سیدنا ابوبکر کے دور خلافت میں وفات پائی۔

محمد بن ابی بکر: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں حجۃ الوداع والے سال پیدا ہوئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں پروان چڑھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے عہد میں والئ مصر بنایا، وہیں شہادت پائی۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ''ذات النطاقین'' کا لقب عطا کیا تھا، اس کا سبب یہ تھا انہوں نے ہجرت کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے والد کے لیے

www.islamfort.com

کھانا تیار کیا جب کھانے کی پوٹلی اور مشکیزے کو باندھنے کے لیے کچھ نہ ملا تو اپنی کمر بند کو پھاڑ کر دو حصوں میں تقسیم کیا ایک سے کھانے کو باندھا دوسرے سے مشکیزے کے منہ کو باندھا اس وجہ سے یہ لقب پڑ گیا۔

آپ کے شوہر سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تھے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر حمل سے تھیں اسی حمل سے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے ان کی پیدائش پر مہاجرین کو بہت خوشی ہوئی۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے سو سال کی عمر پائی آپ 73ھ کو فوت ہوئیں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

آپ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی کے وقت آپ کی عمر مبارک نو برس تھی، صحابیات میں سب سے زیادہ علم و فضل والی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی کنیت ام عبداللہ رکھی تھی۔

آپ کی براءت میں اللہ پاک نے آسمانوں سے قرآن نازل کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ سے بہت محبت تھی، آپ سے مروی احادیث تعداد 2210 ہے۔ آپ 63 سال کی عمر پا کر 57ھ کو فوت ہوئیں۔

ام کلثوم بنت ابی بکر

ان کی والدہ کا نام حبیبہ بنت خارجہ تھا، وفات کے وقت سیدنا ابو کر نے سیدہ عائشہ سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لیے دو بھائی دو بہنیں چھوڑ کر جا رہا ہوں انہوں نے استفسار کیا کہ اپنی بہن اسماء کو تو جانتی ہوں دوسری کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بنت خارجہ کا حمل ہے اور میرے دل میں القا ہوا ہے کہ وہ لڑکی پید ہوگی، واقعتاً ان کے عین خیال کے مطابق لڑکی کی ولادت ہوئی، ان سے طلحہ بن عبیداللہ نے شادی کی وہ معرکہ جمل میں شہید ہو گئے۔

یہ خانوادہ صدیق کا مختصر سا تعارف ہے۔ اس خانوادہ کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ اس میں نسل در نسل چار اشخاص کو شرف صحابیت حاصل ہے

وہ یہ ہیں سیدنا ابو بکر کے والد محترم سیدنا ابو قحافہ، خود سیدنا ابو بکر، ان کی بیٹی سیدہ اسماء اور ان کے

www.islamfort.com

بیٹے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ علھیم اجمعین۔ اسی طرح محمد اور ان کے والد سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر کو بھی شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ شرف کسی اور خاندان کو حاصل نہیں ہے۔

حیات صدیق اور دروس وعبر

آپ کی حیات طیبہ اور خلافت کے بعد والی زندگی کو دیکھا جائے تو نہایت قابل رشک زندگی گزاری۔

- سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔
- اپنے مال سے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔
- ہجرت کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔
- اپنے مال سے دین اسلام کی خوب مدد کی، ہر موقع پر پیش پیش رہے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلی پر امامت کی امامت کرائی۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان نبوت سے جنتی ہونے کی بشارت ملی۔
- اپنے دور خلافت میں اٹھنے والے تمام فتنوں کی بیخ کنی کی۔
- آپ کا دور خلافت اگرچہ مختصر (2 سال) تھا لیکن بے مثال قابل تقلید دور حکومت تھا۔

وفات

ہجرت کے تیرہویں سال جمادی الآخرہ میں آپ بیمار ہو گئے، رفتہ رفتہ بیماری بڑھی تو اپنے گھر والوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میری بیماری کو تم دیکھ رہے ہو اور میرا خیال ہے کہ میں اسی مرض میں وفات پا جاؤں گا، اللہ پاک نے میری بیعت سے تمہارے ہاتھ کھول دیے ہیں، اب تمہارا معاملہ تمہارے سپرد ہے تم جسے چاہے امیر مقرر کر لو اگر میری زندگی میں مقرر کر لو تو میرے بعد اختلافات سے بچ جاؤ گے۔

اس کے بعد آپ نے خلیفہ کے چناؤ کے لیے اقدامات کیے، مختلف صحابہ سے مشورے کیے ایک ایک سے رائے لی، سب نے عمر کے حق میں رائے دی، بعض کو تحفظات بھی تھے کہ وہ سخت ہیں ان کی

www.islamfort.com

طبیعت میں شدت ہے وغیرہ وغیرہ، آپ نے وہ سب اشکالات دور کیے

آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں 22 جمادی الاخری 13 ھ کو وفات پائی، اُس وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ آپ کو حجرۂ مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

آپ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلافت کے حوالے سے کچھ نصیحتیں کیں جو کہ یہ ہیں:

"اتق الله یا عمر واعلم ان لله عملا بالنهار لایقبله باللیل وعملا باللیل لایقبله بالنهار وانه لایقبله نافلة حتی فریضته وانما ثقلت موازین من ثقلت موازینه یوم القیامة باتباعهم الحق فی دار الدنیا وثقله علیهم وحق لمیزان یوضع فیه الحق غدا ان یکون ثقیلا وانما خفت موازین من خفت موازینه یوم القیامة باتباعهم الباطل وحق لمیزان یوضع فیه الباطل غدا ان یکون خفیفا وان الله تعالیٰ ذکر اهل الجنة فذکرهم باحسن اعمالهم وتجاوز عن سیئه فاذا ذکرتهم قلت: انی اخاف ان لا الحق بهم وان الله ذکرهم النار فذکرهم باسوء اعمالهم ورد علیهم احسنه فاذا ذکرتهم قلت: انی لارجو ان لا اکون مع هولاء لیکون العبد راغبا راهبا لایتمنی علی الله ولایقنط من رحمة الله فان انت حفظت وصیتی فلایک غائب احب الیک من الموت وهو آتیک وان انت ضیعت وصیتی فلایک ابغض الیک من الموت ولست تعجزه" [1]

اے عمر! اللہ سے ڈرنا، خوب جان لو! اللہ تعالیٰ نے کچھ اعمال رات کے مقرر کیے ہیں جو وہ دن کو قبول نہیں کرتا۔ وہ نفل اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک فرائض ادا نہ کیے جائیں۔ قیامت کے دن اسی شخص کا میزان وزنی ہوگا جس نے دنیا کی زندگی میں حق کی اتباع کی اور حق کو لوگوں پر لاگو کیا۔ اور جس میزان میں حق رکھا گیا اس پر لازم ہے کہ قیامت کے دن بھاری ہو جائے۔ یقیناً کل قیامت کے دن ہلکا میزان اس شخص کا ہوگا جس نے باطل

---

[1] سیرت ابوبکر صدیق (مترجم) از ڈاکٹر محمد علی صلابی، 2/374-376

www.islamfort.com

کی اتباع کی اور جس میزان میں باطل ڈالا جائے ضروری ہے کہ وہ ہلکا ہو جائے۔

بے شک اللہ پاک نے اہل جنت کا ذکر کیا تو انہیں ان کے نیک اعمال کے ساتھ یاد فرمایا اور ان کے گناہوں کی مغفرت کی نوید دیتے ہوئے ان کا تذکرہ کیا۔ میں جب انہیں یاد کرتا ہوں تو دل میں کہتا ہوں: مجھے ڈر ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ نہ مل پاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کا ذکر کیا تو ان کے برے اعمال اور ان کی نیکیوں کے رائیگاں کیے جانے کا ذکر کیا۔ میں جب انہیں یاد کرتا ہوں تو کہتا ہوں: مجھے امید ہے کہ میں ان کے ساتھ نہیں ہوں گا۔ تاکہ بندہ اللہ کی رحمت کا طالب اور اس کے عذاب سے ڈرنے والا بن جائے۔ اللہ پاک سے غلط امیدیں باندھے نہ اس کی رحمت سے مایوس ہو۔ پس اگر تم نے میری نصیحت کو پلے سے باندھ لیا تو موت تمہیں محبوب ہوگی اور وہ آ کر رہے گی۔ اگر تم نے میری وصیت کو قابل توجہ نہ سمجھا تو موت سے زیادہ کوئی چیز تمہیں ناپسند نہیں ہوگی، جبکہ تم اس سے کوئی جائے فرار نہیں پا سکتے۔

اس وصیت یا نصیحت کو دیکھیں تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بہت عمدہ نصیحت کی اللہ سے ڈرنے اور ہر معاملے میں آخرت کو سامنے رکھنے کی تلقین کی۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہم سب کو ان قدسی صفات نفوس کی پیروی کرنے کی توفیق بخشے اور ان سے محبت کرنے کی وجہ سے قیامت کے ان کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے آمین

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

www.islamfort.com

انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور دیگر برگزیدہ ہستیوں

کی سیرت پر فلم بنانا، دیکھنا اور ان میں کردار ادا کرنے کا شرعی حکم

خالد حسین گورایہ [1]

جیسے جیسے زمانہ بیت رہا ہے اقدار و اطوار بدل رہے ہیں لوگوں کے شوق بھی بدل چکے ہیں مال کمانے کی حرص نے دیوانہ بنا دیا ہے تفریح کے نام پر کیا کچھ ہوتا ہے الحفیظ والامان۔

بات اگر اس دور کے لوگوں اور ان کے کردار تک رہتی تو شاید اتنی بڑی نہ ہوتی لیکن دل خون کے آنسو اس وقت روتا ہے جب صفحہ ہستی پر سب سے مقدس ہستیوں انبیاء کرام اور ان کے بعد سب سے اعلیٰ مقام رکھنے والے صحابہ کرام اور پھر ان کے بعد تابعین عظام و سلف صالحین کو بھی نہیں چھوڑا جاتا انبیاء کی حیات ان کی سیرتوں پر فلمیں بن رہی ہیں صحابہ و تابعین و دیگر اسلاف عظام کے کرداروں کو فلمایا جا رہا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ اس کا ہدف اور غرض لوگوں کو اچھی تفریح کا موقع فراہم کرنا اور سیرت صالحین سے آگاہ کرنا ہے اور یہ کہ لوگ بجائے اس کے کہ بیہودہ فلمیں دیکھیں یہ اچھی فلمیں دیکھ کر محظوظ اور مستفید ہوں۔ ان میں ایسی فلمیں بھی ہیں جو غیر مسلموں نے بنائیں اور اب مسلم زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ ''پیغام پروڈکشن'' نامی ادارے نے انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر فلمائی گئی فلموں کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے پھیلانا شروع کر رکھا ہے "دی میسیج" (The Massage) نامی فلم جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس فلم کی نمائش "جیو" چینل پر بارہا کی جا چکی ہے۔ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر کو چھوڑ کر

---

[1] فاضل مدینہ یونیورسٹی

www.islamfort.com

اس فلم میں تقریباً تمام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے نام سے کردار کو پیش کیا ہے۔313 بدری صحابہ رضوان اللہ اجمعین بھی بدر کی جنگ میں دکھائے گئے ہیں۔صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے ناموں پر کردار ادا کاروں نے ادا کیے۔الغرض بہت سے ٹی وی چینلز اور کیبل آپریٹر حضرات ان مقدس شخصیات پر بنائی گئی فلموں کی نمائش کر رہے ہیں۔ان فلموں میں سیدنا یوسف علیہ السلام، سیدنا سلیمان علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا عیسی علیہ السلام، سیدہ مریم علیہا السلام کے فرضی کردار پیش کیے گئے ہیں۔متعدد بار جبریل علیہ السلام کو وحی لاتے دکھایا گیا ہے ایک فرد کو جبریل کے نام سے کردار دیا گیا ہے۔یہ سب کرنے والوں میں کافی تعداد ان لوگوں کی ہے جو خود کو مسلم کہتے ہیں اور نبی آخر الزمان محمد ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔یہ سب جذبہ خیر کے تحت کیا جاتا ہے لیکن اس جرم کی خطرناکی کتنی اور کس حد تک ہے اس کا اندازہ نہ فلم بنانے والے کو ہے نہ، اس میں کردار ادا کرنے والوں اور نہ اس کی تشہیر میں حصہ ڈالنے والوں اور نہ فلم بینوں کو ہے۔

ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟

اس طرح فلمساز ادارے اور افراد اپنے اس کام کو سندِ جواز دینے کیلئے بھونڈے قسم کے اعذار پیش کرتے ہیں۔جنہیں قارئین یہاں ملاحظہ فرمائیں۔

عذر لنگ

کہا جاتا ہے کہ یہ فلمیں تعلیم اور تبلیغ کا ذریعہ ہیں۔ان میں موجودہ زمانے کی ضروریات کو سامنے رکھ کر دین کی اشاعت کا فریضہ ادا ہوتا ہے۔لوگ بدکرداری اور عشق ومحبت پر مبنی افلام کے بجائے ان اچھی چیزوں کو دیکھیں تاکہ ان کی اچھی ذہن سازی ہو۔

العذر اقبح من الجرم

اس میں اگر یہ کہا جائے کہ یہ عذر جرم سے زیادہ برا ہے تو بے جانہ ہوگا۔یہ محض ملحدین ومن پسندوں کی طرف سے ایک دھوکہ ہے جو عامۃ الناس کو دیا جاتا ہے۔جہاں تک یہ کہنا کہ یہ دین کی تبلیغ وترویج کا ذریعہ ہے تو واضح رہے کہ فلم کا مقصد تعلیم وتبلیغ نہیں بلکہ تفریحِ طبع اور کھیل تماشہ ہوتا ہے جو ان فلموں

www.islamfort.com

کو دیکھتے ہیں وہ اس غرض سے نہیں دیکھتے کہ اس سے علم، نصیحت اور عبرت حاصل کریں بلکہ وہ تفریح طبع کیلئے یہ فلمیں دیکھتے ہیں۔

دوسری جو بات ہے وہ یہ کہ تبلیغ وترویج کا منہج وذریعہ وہی قابل قبول ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعین کیا ہو، ناجائز اور حرام طریقوں سے دین کی اشاعت نہ صرف مردود، بلکہ موجبِ گناہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلاَّ بِالْخَيْرِ" ۔ [1]

''خیر وبھلائی صرف خیر اور اچھے راستے سے ہی آتی ہے''۔

عرب کے ہاں ایک محاورہ ہے:" كيف يقوم الظل والعود اعوج "۔جب چھڑی ہی ٹیڑھی ہوتو سایہ کیسے سیدھا ہوسکتا ہے۔

اس لئے یہ محض دل کو تسلی دینے اور خود اور عامۃ الناس کو گمراہ کرنے کی بات ہے حقائق سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

ان فلموں وڈراموں میں کیا اور کس طرح دکھایا جاتا ہے؟

ان فلموں میں سیدنا آدم علیہ السلام، سیدنا یوسف علیہ السلام، سیدنا سلیمان علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، سیدنا مریم علیہا السلام کے فرضی کردار پیش کئے گئے ہیں۔

ان فلموں میں کئی مقامات پر نبی کا فرضی کردار کرنے والے کو اے نبی (علیہ السلام)، اے یوسف (علیہ السلام)، اے ابراہیم (علیہ السلام)، اے پیغمبر (علیہ السلام) کہہ کر پکارا گیا ہے۔

اسی طرح یہ فرضی کردار بھی کئی مقامات پر اپنے ڈائیلاگ سے خود کو اللہ کا پیغمبر کہتے ہیں۔

ان فلموں میں انبیاء علیہم السلام کے ناموں سے جن کرداروں کو دکھایا گیا ہے ان کو بار بار اس طرح پکارا جاتا ہے جیسے کسی عام آدمی کو پکارا جاتا ہے۔کہ ہم وہ کرتے ہیں جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں کہتے ہیں۔محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیں بتایا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔

---

[1] صحيح بخاری : كتاب الرقاق ، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها۔

www.islamfort.com

ایک انسان کو سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے نام سے کردار دیا گیا ہے جوکئی بار وحی لاتا دکھائی دیتا ہے۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نام سے بنائے گئے کرداروں پر ٹھٹھہ، پاگل، مجنون کہنا وغیرہ بھی فلمایا گیا ہے۔

فلم ٹین کمانڈز میں تو حد ہی کر دی گئی اللہ تعالی کے معصوم نبی سیدنا موسی کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کھلی توہین کی گئی ہے اوران کا سیدہ آسیہ کے ساتھ جو تعلق فلمایا گیا وہ نہ صرف اسلامی تاریخ کے صریح خلاف بلکہ انتہائی شرمناک ہے۔اور پھر اسی فلم میں معاذ اللہ وحی کے نزول کو دکھایا گیا۔

اسی طرح اس فلم میں بعض صحابیات مثل ہندہ رضی اللہ تعالی عنہا کے کردار کو بے پردہ و بے حجاب دکھایا گیا۔[1]

ایسی ہی کئی توہین پر مبنی مثالیں ان فلموں میں حد سے زیادہ موجود ہیں۔رقص و موسیقی اور دیگر خرافات اس پر مزید برآں ہیں۔

الغرض انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام اور سلف صالحین کی فلمیں بنانا، دیکھنا اوران کی ترویج واشاعت کرنا چاہے کسی شکل میں بھی ہو شرعاً حرام اور ناجائز ہے اس حوالے سے عالمی فقہ اکیڈمیاں اور افتاء کی کمیٹیاں بارہا فیصلہ صادر فرما چکی ہیں ان میں سعودی عرب کی دائمی فتویٰ کمیٹی اور مکرمہ کی فقہ اکیڈمی نے زیر بحث مسئلہ کی بحث و تحقیق کے بعد مفصل فتویٰ اور فیصلہ جاری کیا جس میں اس عمل کی حرمت کی وجوہات بھی بیان کیں ان دونوں کمیٹیوں کے فتوی کا خلاصہ قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

سعودی عرب کی دائمی فتویٰ کمیٹی سے سوال کیا گیا کہ کیا انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام کے فلمی وڈرامائی کردار ادا کرنے اسی طرح انبیاء کرام اور دوسری طرف سے کفار کے کردار ادا کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

کمیٹی نے جواباً لکھا:

اول: فلموں میں جو عموماً دیکھا گیا ہے صرف نظر اس کے کہ وہ انبیاء کی ہوں وہ کھیل تماشہ، چکنی چپڑی

---

[1] http://muftimurtazmuzhari.blogspot.com/2013/07/blog-post_28.html

www.islamfort.com

باتوں ، بناوٹی حرکات وغیرہ پر مبنی ہوتی ہیں جس کا مقصد حاضرین کو اپنی جانب راغب کرنا انہیں محظوظ کرنا اوران کے جذبات پر کنٹرول حاصل کرنا اوران کی خواہشات کی تکمیل ہوتا ہے، اگرچہ انہیں اس مقصد کے حصول کیلئے، تحریف ، یا اس میں زیادتی کا راستہ اختیار کیوں نہ کرنا پڑ جائے۔ اور (سب جانتے ہیں کہ) یہ فی نفسہ کوئی لائق اور مناسب چیز نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اس میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ اور تابعین کے دورانِ دعوت وتبلیغ ادا کردہ الفاظ وبلاغ اوران کی عبادت وجہاد اور اسلام کیلئے کی جانے والی کاوشوں کی نقالی کی جائے۔

دوم: جو لوگ ان فلموں اور ڈراموں میں اداکاری کرتے ہیں ان میں زیادہ تر لوگوں میں سچائی اور اعلیٰ اسلامی اخلاق کا فقدان ہوتا ہے، ان میں اوٹ پٹانگ ہانپنے کی جرأت بھی ہوتی ہے، اور وہ کہیں بھٹکنے کی بھی پرواہ نہیں کرتے ، اگرچہ اس کے ساتھ ان کی خواہش مقبولیت اور تفریح کے شائقین کے سامنے اپنی مقبولیت بڑھانا ہوتی ہے، اگر ایسے لوگ صحابہ کی اداکاری کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس سے صحابہ کا تمسخر اوران کا مذاق اڑے گا اوران کی عزت وکرامت پر حرف آئے گا اور لوگوں میں ان کی قدر ومنزلت میں کمی ہوگی ، اوران کی ہیبت اور وقار جو لوگوں کے دلوں میں قائم ہے وہ ختم ہوجائے گا۔

سوم: اگر اس پہلو سے دیکھیں کہ یہ اداکاری دونوں فریقوں کی کی جائے یعنی ایک طرف سے کافروں کی جن میں فرعون، ابوجہل اوران کے ہم مشرب ہوں اور دوسری طرف برگزیدہ ہستیاں موسیٰ علیہ السلام، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے پیروکار ہوں ۔تو یہاں جو ان کافروں کی نقالی اور اداکاری کرے گا تو لامحالہ وہ خود کو ان کافروں کے مقام پر کھڑا کرے گا، ان کی زبان بولے گا، کفریہ کلمات ادا کرے گا، انبیاء پر سب وشتم اور دشنام طرازی کرے گا انہیں کاذب، ساحر، اور مجنون کے القابات سے نوازے گا۔۔۔ انبیاء اوران کے پیروکاروں کو بے وقوف قرار دے گا ان پر بہتان طرازی کرے گا جیسا کہ فرعون، اور ابوجہل اوران کی طرح کے لوگوں نے کیا تھا۔تو ایسا سب کچھ کرنا نقل کفر کفر نہ باشد کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایسا کرنے والا ان کی نمائندگی کرتے ہوئے کہہ رہا ہوتا ہے اور کردار میں مزید چاشنی پیدا کرنے ،لوگوں کے دل موہ لینے کے لئے وہ کچھ مزید اضافہ وتحریف

www.islamfort.com

نہ بھی کرے تو بھی یہی چیز بہت بڑی مصیبت ہے جس کے انتہائی خطرناک نتائج نکلتے ہیں (کہ کسی مسلمان سے اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا) جس میں کفر معاشرتی بگاڑ اور انبیاء وصالحین کی تحقیر کے پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

چہارم: ہاں یہ دعویٰ کرنا کہ اس اداکاری کا مقصد کامیاب تبلیغ، ثمر آور دعوت، اور تاریخی حقائق سے آگاہی ہے۔تو یہ ایسا دعویٰ ہے کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے، اگر یہ دعویٰ صحیح بھی مان لیا جائے تو اس کا شر اس کے خیر پر غالب ہے، اور اس کی مفسدت اس کی مصلحت پر حاوی ہے۔جس مسئلے کی صورت حال یہ ہو تو ضروری ہے کہ اس سے روکا جائے اور ایسے فعل کے ارتکاب کے بارے میں سوچا بھی نہ جائے۔اور جو یہ سوچتا ہے اس کی سوچ کی بیخ کنی کی جائے۔

پنجم: اسلام کی طرف دعوت دینے اور اس کی نشر واشاعت کے ذرائع اور وسائل بلاغ اس کے علاوہ بھی بے شمار ہیں، جو انبیاء کرام نے اپنی امتوں کے لئے متعین کئے تھے اور ان کے فوائد وثمرات بھی بیش بہا ہیں جس میں اسلام کی نصرت بھی ہے اور عزت بھی، تاریخ اور وقت نے ان کی صداقت اور کامیابی کی گواہی بھی دی ہے۔لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اسی صراط مستقیم کو لازم پکڑیں وہ راستہ اختیار کریں جو ان افراد کا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کا راستہ، ہمیں چاہئے اسی پر کفایت کریں نہ کہ وہ راہ اختیار کریں جس میں سنجیدگی اور بلند ہمت کے بدلے کھیل، تفریح اور ہوائے نفس کی آبیاری اور ہویٰ پرستی ہو۔

الشیخ عبدالعزیز بن باز، الشیخ عبدالرزاق عفیفی، الشیخ عبداللہ غدیان، الشیخ عبداللہ بن قعود [1]

سعودی فتویٰ کمیٹی کے اس فیصلے کے بعد مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی نے اپنے 25 تا 29 دسمبر 2010 م تک جاری رہنے والے اجلاس میں انبیاء وصحابہ کرام کی شخصیات پر فلم سازی کے حوالے سے درج ذیل فیصلہ اور فتویٰ صادر فرمایا:

---

[1] فتاوى العقيدة، حكم تمثيل الأنبياء والصحابة والتابعين، رقم المسألة: 289: ص: 469،

www.islamfort.com

''جیسا کہ اکیڈمی نے اس سے قبل بھی 1405ھ میں ایک فیصلہ صادر کیا تھا جو نبی کریم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام ورسل عظام اور صحابہ کرام کی تصویر کشی کی حرمت اور ایسے فعل کی روک تھام کو واجب قرار دیا تھا، اور جیسا کہ دیکھا گیا کہ فلم پروڈکشن کی بعض کمپنیاں ایسی فلمیں اور ڈرامے ریلیز کررہے ہیں۔ جن میں انبیاء کرام اور صحابہ کرام کی اداکاری کی گئی ہے، تو اکیڈمی اپنے سابقہ فیصلہ کی تائید وتاکید کرتے ہوئے دوبارہ زرو دیتی ہے کہ اس قسم کی فلموں اور ڈراموں کو ریلیز کرنا شرعا حرام ہے، اس طرح ان کی ترویج کرنا، ایڈورٹائز کرنا، انہیں اپنے پاس رکھنا، دیکھنا، ان میں کسی طرح حصہ ڈالنا انہیں چینلز پر نشر کرنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ چیز ان جلیل القدر ہستیوں کی تنقیص، اوران کی قدرومنزلت میں کمی کا باعث بنے گی اور یہی چیز ان کے مذاق اور استہزاء کا ذریعہ اور سبب بنے گی۔''

اور یہ کہہ کر ایسے کام کو جواز کا رنگ دینا ٹھیک نہیں کہ ان ڈراموں اور فلموں کے ذریعہ لوگوں کو ان عظیم ہستیوں کی سیرت وحالات وواقعات سے واقفیت حاصل ہوگی، کیونکہ کتاب اللہ ان انبیاء کی سیرت بیان کرنے میں کافی وشافی ہے۔ اسی بارے میں فرمان باری جل وعلا ہے:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ﴾ [یوسف: 3]

ترجمہ: ''ہم آپ کے سامنے بہترین بیان پیش کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ہم نے آپ کی جانب یہ قرآن وحی کے ذریعے نازل کیا اور یقیناً آپ اس سے پہلے بے خبروں میں تھے''۔

نیز فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١١١﴾﴾ [یوسف: 111]

ترجمہ: ''ان قصوں میں اہل عقل وخرد کے لئے (کافی سامان) عبرت ہے۔ یہ قرآن کوئی ایسی باتیں نہیں جو گھڑ لی گئی ہوں بلکہ یہ تو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اس میں ہر بات کی تفصیل موجود ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے یہ ہدایت اور رحمت ہے''۔

www.islamfort.com

یہاں فقہ اکیڈمی دیگر فقہی وفتاویٰ کمیٹیوں جن میں ھیئۃ کبار العلماء، اور دائمی فتویٰ کمیٹی سعودی عرب۔اور مجمع البحوث الاسلامیۃ قاھرۃ، ودیگر عالمی چندہیئات اور مجامع کا حوالہ دینا بھی مناسب سمجھتی ہے جن تمام نے انبیاء ورسولوں کی اداکاری کوحرام قرار دیا ہے جس کے بعد انفرادی اجتہادات کی کوئی حیثیت اور مقام باقی نہیں رہ جاتا اوران کی کوئی جگہ نہیں بنتی، نیز کمیٹی اس فتویٰ کی بھی یاددہانی کراتی ہے جواس نے مؤرخہ 16-11-1431ھ کواس معاملہ کی حرمت کے متعلق جاری کیا تھا۔

اور یہ دین کی بدیہی باتوں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسولوں کوتمام جہانوں میں دیگر پر فضیلت عنایت کی ہے۔جیسا کہ فرمان باری جل وعلا ہے:

﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٣﴾
وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ
﴿٨٣﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٨٥﴾﴾ [الأنعام: 83 - 86]

ترجمہ:"اور ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کوان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ بیشک آپ کا رب بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے۔اور (نیز) زکریا کو یحیی کو عیسیٰ اور الیاس کو، سب نیک لوگوں میں شامل تھے۔اور نیز اسماعیل کواور یسع کواور یونس کواور لوط کواور ہر ایک کوتمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی"۔

باری جل وعلا کا یہ فرمان کہ(وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ) اس میں انبیاء کی تمام مخلوق پر فضیلت وبرتری کا ذکر ہے اور محمد ﷺ تمام انبیاء سے بہتر وافضل ہیں۔جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنے متعلق ارشادفرمایا:

"أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ"۔[1]

ترجمہ:"میں اولاد آدم کا سردار ہوں میں اس (انعام) پر فخر نہیں کرتا اور وہ پہلا شخص جس سے زمین پھٹے گی (قبر شق ہوگی) اور میں سب سے پہلے اٹھایا جاؤنگا اور سب سے پہلے سفارش کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کی سفارش قبول ہوگی"۔

---

[1] صحیح مسلم

www.islamfort.com

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام کو دی گئی اس فضیلت (جس میں ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرفہرست ہیں) اس بات کی متقاضی ہے کہ ان کی توقیر واحترام اور ادب کو ملحوظ رکھا جائے، اور جس شخص نے بھی ان کو کسی قسم کی ایذاء پہنچانے کی کوشش کی وہ دنیا وآخرت میں ذلیل ورسوا اور خسارہ پانے والوں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے نہایت رسوا کن عذاب ہے''۔[الأحزاب: 57]

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی ایذا رسانی کو اللہ کو ایذا رسانا قرار دیا ہے، اور رسول کو ایذا دینے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دھتکار دیا ہے اور انہیں آخرت میں دردناک عذاب کی نوید سنائی ہے۔

اہل علم یہ قرار دے چکے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے میں اس حوالے سے صادر ہونے والے ہر قسم کے اقوال وافعال وکردار شامل ہیں۔

انبیاء کی اداکاری ان کے حالات زندگی کو مشکوک اور ان پر جھوٹ وبہتان کا دوازہ کھولتی ہے، یہ ناممکن امر ہے کہ اداکاروں کے حالات، سیرت، تصرفات اسی طرح ہوں جیسا کہ انبیاء ہیئت ووقار اور ہدایت سے معمور تھے، یہ اداکار سابقا یا لاحقا ایسے غلط کردار ادا کر سکتے ہیں جس سے دیکھنے اور سننے والے کے ذہن میں یہ تصور بیٹھ جاتا ہے کہ نبی بھی شاید ان صفات سے متصف تھے جیسی کہ اس شخص نے اداکاری کی ہے۔

امت مسلمہ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے انبیاء کا دفاع کریں ان کے مقام ومرتبہ کے حفاظت کریں، اور جو بھی انہیں کسی انداز وطریقے سے ایذا پہنچانے کی کوشش کرے اس کی بیخ کنی کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ جماعت ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف بخشا ہے، اور اس کام کیلئے انہیں مخصوص کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مقام ومرتبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس جماعت کی تعریف کی ہے:

www.islamfort.com

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڗ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَــظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ۧ﴾ [الفتح 29]

ترجمہ: ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے مثل اس کھیتی کے جس نے انکو نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے ان ایمان والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے''۔

اداکاروں کیلئے یہ ممکن نہیں کہ جس ہیئت ووقار پر صحابہ کرام فائز تھے وہ ان سے کسی قسم کی مطابقت اور مماثلت رکھ سکیں۔

صحابہ کی اداکاری میں جو لوگ اسکرپٹ رائٹرز ہیں وہ اچھے اور برے کو نقل کر دیتے ہیں۔ اور ان کی کاوش یہ ہوتی ہے کہ وہ چیزیں نقل کی جائیں جو فلم کے ہِٹ ہونے میں ان کی معاون ہوں، بسا اوقات وہ اس پر اپنی طرف سے بعض خیالی چیزوں اور خود تراشیدہ واقعات کا اضافہ کر دیتے ہیں، جبکہ حقیقت اس سے کہیں برعکس ہوتی ہے۔

ایسی فلموں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اداکاران کافروں کی نمائندگی کرتے ہیں جنہوں نے صحابہ سے جنگیں کیں لڑائیاں لڑیں، یا کمزور صحابہ کو طرح طرح کا عذاب اور تکلیفیں دیں، یہ اداکاران کافروں کی اداکاری کرتے ہوئے کفریہ کلمات بھی ادا کرتے ہیں جن میں لات وعزی کی قسم بھی ہوتی ہے، یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ کی لائی ہوئی وحی کی مذمت کرتے نظر آتے ہیں الغرض ایسی چیزیں کہ

www.islamfort.com

جن کا بولنا اور اقرار کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کی اداکاری کرنے میں اسلام کی جانب دعوت دینے کی مصلحت اور ذریعہ ہے، اور اس میں مکارم اخلاق کے پہلو اجاگر ہوتے ہیں، اور محاسن اداب کا درس ملتا ہے یہ سب کسی طرح بھی ٹھیک نہیں۔

اگر کچھ دیر کیلئے مان بھی لیا جائے کہ اس میں مصلحت ہے تو اس کا بھی کوئی اعتبار نہیں کیونکہ اس کے مقابلے میں بڑی مفسدت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ مفسدت جس کا تذکرہ سابقہ سطور میں گذرا ہے کہ اس سے صحابہ کرام اور انبیاء علیہم السلام کی قدر و منزلت اور ساکھ کو نقصان پہنچتا ہے۔

شریعت اسلامیہ میں یہ مقررہ قواعد میں سے ہے کہ خیالی مصلحت کا کوئی اعتبار نہیں، اور شریعت کے قواعد میں سے یہ بھی ہے کہ اگر مصلحت کے مساوی مفسدت آجائے تو بھی مصلحت کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ مفاسد کا ازالہ مصالح کے حصول پر مقدم ہے، جبکہ یہاں مفسدت مصلحت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کی اداکاری کا حال ہے۔

عالم اسلام کی دو ممتاز فقہ کمیٹیوں کے فتویٰ اور فیصلے کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام اور دیگر سلف صالحین کی سیرتوں کی فلم بندی انتہائی مذموم فعل ہے۔ جس کی علتیں اور اسباب آپ ملاحظہ کر چکے ہیں نیز ان فلموں میں مزید کیا قباحتیں ہیں کہاں کہاں اسلامی تعلیمات کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں وہ بھی ملاحظ کریں تاکہ لیهلك من هلك عن بينة ويحيٰ من حي عن بينة

۱: تصویر سازی کا ارتکاب

اسلام کی نظر تصویر سازی محض قبیح اور گھناؤنا جرم نہیں بلکہ حرام اور لعنت و غضب الٰہی کا باعث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن أشدالناس عذاباًعندالله يوم القيمة المصورون"[1]

''بے شک روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے دردناک عذاب تصویر بنانے والوں کو دیا جائے گا''۔

---

[1] صحيح بخاري :كتاب اللباس،باب عذاب المصورين يوم القيامة

www.islamfort.com

اور فلمیں بھی جانداروں کی تصویر سے خالی نہیں ہوتیں اور یہی ظلم اور ناپاک جسارت مذکورہ فلموں میں بھی کی جاتی ہے حتیٰ کہ پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ دور اور مقدس شخصیات کو ایسے ذرائع سے پیش کیا گیا ہے جو خالصتاً معاصی کے لیے استعمال ہوتے ہیں، اور جن کا ناجائز ہونا بیسیوں احادیث سے ثابت ہے، حالانکہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تصاویر بنانا ان پر کذب وافتراء کے زمرے میں آتا ہے۔

۲: ان تاریخی ڈراموں اور فلموں میں حقائق کو مسخ کر کے پیش کیا جاتا ہے

مثلاً : ایک واقعہ میں اسماعیل علیہ السلام کی جگہ سیدنا اسحاق علیہ السلام کو ذبیح (قربان ہونے والا) دکھایا گیا ہے ، جو کہ یہودی نقالی ہے ۔نیز واقعے کو ڈرامائی انداز دینے کیلئے بہت سی غلط باتیں انبیاء علیہم السلام ان تاریخی شخصیات ، مجاہدین علماء کرام کی جانب منسوب کردی جاتی ہیں حتکہ مقبولیت پانے اور جاذبیت پیدا کرنے کیلئے مبالغہ آرائی ، دھوکہ دہی سے کام لیا جاتا ہے۔ اور باوقار شخصیات کے کردار میں عشق ومحبت کی داستانیں جوڑ کر چاشنی پیدا کی جاتی ہے۔جس سے وہ مجاہدین اور پاکیزہ ہستیاں کوسوں دور ہوتی ہیں۔

۳: محترم شخصیات کو غیر شرعی ہیئت اور لباس میں پیش کرنا

اس میں علمی وتاریخی شخصیات اور مجاہدین کی ہیئت ولباس کے اعتبار سے انتہائی بدترین تصور پیش کیا جاتا ہے جس میں لباس وشکل وصورت عین اسلامی تعلیمات کے منافی ہوتی ہے۔اس پر مستزاد ان کے اہل خانہ وبیگمات کو عصر حاضر کے بے ہودہ لباس اور ہیئت میں فلمایا جاتا ہے۔

۴: مرد اور عورت کے درمیان اختلاط

ان ڈراموں اور فلموں میں مرد اور عورت کے اختلاط کو نمایاں کیا جاتا ہے جس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہی اسلامی تعلیمات ہیں اور صحابہ ودیگر بزرگ ہستیاں ایسے ہی ماحول میں زندگی بسر کیا کرتی تھیں !! حاشا وکلا وہ برگزیدہ ہستیان ایسی زندگی کیسے گزار سکتی ہیں جبکہ باری جل وعلا کا فرمان ہے۔

www.islamfort.com

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ [الأحزاب 53]

ترجمہ: ’’جب تمہیں ازواج نبی سے کوئی چیز مانگنا ہوتو پردہ کے پیچھے رہ کر مانگو۔ یہ بات تمہارے دلوں کے لئے بھی پاکیزہ تر ہے اوران کے دلوں کے لئے بھی۔تمہارے لئے یہ جائزنہیں کہ تم اللہ کے رسول کوایذادو‘‘۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" أي وكما نهيتكم عن الدخول عليهن كذلك لا تنظروا إليهن بالكلية ولو كان لأحدكم حاجة يريد تناولها منهن فلا ينظر إليهن ولا يسألهن حاجة إلا من وراء حجاب"

یعنی: ’’اللہ تعالیٰ یہاں یہ ارشادفرمارہے ہیں کہ جیسا کہ میں نے تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں جانے سے منع کیا ہےاسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیگمات کی طرف دیکھو بھی مت اوراگرکسی کو ان سے ضرورت کی چیز لینی ہوتو وہ ان کی طرف دیکھے بغیر پردہ کے پیچھے سے ان سے چیز طلب کرے‘‘۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اختلاط سے بچانے کیلئے نماز کے مقدس فریضے کی ادائیگی کیلئے آنے والی عورتوں کیلئے دروازہ الگ سے مخصوص کررکھا تھا۔سیدنا عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ’’کیوں نہ ہم یہ دوازرہ خواتین کیلئے چھوڑ دیں۔‘‘ نافع فرماتے ہیں جب ابن عمررضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو اس کے بعد اپنی وفات تک اس دروازے سے داخل نہیں ہوئے۔(کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دروازہ خواتین کیلئے مخصوص کردیا تھا)‘‘۔[1]

اختلاط کی حرمت پر یہ شرعی تعلیمات ہیں۔جبکہ ان فلموں ڈراموں میں پاکیزہ ہستیوں کے اہل خانہ کی اداکاری کرکے تمام دنیا کو بتایا جاتا ہے کہ یہ انداز تھاان برگزیدہ ہستیوں کی گھروالیوں اور ان کی ماؤں بہنوں کا۔الحفیظ والامان۔

---

[1] سنن ابی داؤد: کتاب الصلاۃ ، باب التشدید فی ذلک

www.islamfort.com

۴: تقدس کا ختم ہو جانا

انبیاء کرام علیہم السلام کے نفوسِ قدسیہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذواتِ مطہرہ جس تکریم اور عظمت کی حامل ہیں، اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان مبارک شخصیات کی زندگی کے حالات کو پورے ادب واحترام کے ساتھ پڑھا، سنا اور عملی طور پر اپنایا جائے، اس کے برعکس ان فلموں میں پیشہ ور عام گنہگار انسانوں اور بہروپیوں کو ان مقدس شخصیات کی شکل میں پیش کر کے ان سے مصنوعی نقالی کرائی جاتی ہے، پھر ان مقدس شخصیات کا روپ دھارنے والے بہروپیوں کو عامیانہ لہجے میں پکارا جاتا ہے، ان کے مخالفین کا کردار ادا کرنے والے ایکٹروں کی طرف سے ان پر دشنام طرازی کی جاتی ہے، انہیں مجنون، شاعر، ساحر، کاہن اور قصہ گو وغیرہ کے الفاظ سے مخاطب کیا جاتا ہے، فلمی ایکٹرز کی شکل وصورت بھی توہین آمیز ہوتی ہے مثلاً: خشخشی داڑھی اور کلین شیو وغیرہ، تو یہ تمام تر امور ان مقدس شخصیات کی تنقیص وتوہین کے ساتھ ساتھ ان کی پیغمبرانہ، صحابیانہ اور بزرگانہ قدر و قیمت کے منافی امور ہیں، غیرت اور حمیتِ ایمانی کے خلاف ہے، کفر کی ترجمانی ہے اور بالآخر نتیجہ کفر ہی نکلتا ہے[1]

۵: میوزک کا استعمال

برگزیدہ شخصیات پر بنے ڈراموں اور فلموں میں بیک گراؤنڈ میوزک کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے جبکہ اسلام میوزک وآلات لہو کی حرمت کا قائل ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ‌ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ‌ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝﴾

ترجمہ: ''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے''۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کر فرمایا کرتے تھے'' اللہ کی قسم! (لھو الحدیث سے

---

[1] فتویٰ صادر از جامعہ فاروقیہ

www.islamfort.com

مراد) گانا بجانا ہے''۔[1]

تفسیر احسن البیان میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں جو تفصیل درج ہے وہ ملاحظہ فرمائیں:

''اہل سعادت جو کتاب الٰہی سے راہ یاب اور اس کے سماع سے فیض یاب ہوتے ہیں، ان کے ذکر کے بعد اہل شقاوت کا بیان ہو رہا ہے۔ جو کلام الٰہی کے سننے سے تو اعراض کرتے ہیں۔ البتہ ساز و موسیقی، نغمہ و سرود اور گانے وغیرہ خوب شوق سے سنتے اور ان میں دلچسپی لیتے ہیں۔ خریدنے سے مراد یہی ہے کہ آلات طرب شوق سے اپنے گھروں میں لاتے اور پھر ان سے لذت اندوز ہوتے ہیں۔ لغو الحدیث سے مراد گانا بجانا، اس کا ساز و سامان اور آلات، ساز و موسیقی اور ہر وہ چیز ہے جو انسانوں کو خیر اور معروف سے غافل کر دے۔ اس میں قصے کہانیاں، افسانے ڈرامے، اور جنسی اور سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچار اخبارات سب ہی آ جاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں وغیرہ بھی۔ عہد رسالت میں بعض لوگوں نے گانے بجانے والی لونڈیاں بھی اسی مقصد کے لیے خریدی تھیں کہ وہ لوگوں کا دل گانے سنا کر بہلاتی رہیں تا کہ قرآن و اسلام سے وہ دور رہیں۔ اس اعتبار سے اس میں گلوکارائیں بھی آ جاتی ہیں جو آج کل فن کار، فلمی ستارہ اور ثقافتی سفیر اور پتہ نہیں کیسے کیسے مہذب خوش نما اور دل فریب ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔

ان تمام چیزوں سے یقیناً انسان اللہ کے راستے سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور دین کو مذاق کا نشانہ بھی بناتے ہیں۔ ان کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کرنے والے ارباب حکومت، ادارے، اخبارات کے مالکان، اہل قلم اور فیچر نگار بھی اس عذاب کے مستحق ہوں گے۔

الغرض حرمت موسیقی پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔ ان نیک صفت شخصیات کی سیرت کو فلماتے ہوئے بیگ گراؤنڈ پر اس حرام فعل موسیقی کا تڑکا یقیناً کسی اور ہی مقصد کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ فلم سازی چونکہ اہل کفر کا شیوہ ہے اس لئے اسلامی نام سے فلمیں، ڈرامے بنا کر ان میں محرمات کی

[1]: تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورہ لقمان آیت ۵

www.islamfort.com

آمیزش کر کے غیر محسوس طریقے سے ذہن سازی کی جاتی ہے کہ یہ چیزیں حرام نہیں ، لہذا لوگ موسیقی سے لطف اندوز ہونا جرم نہیں سمجھتے ۔شیطان کی چالیں بڑی خطرناک ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے ۔

۶: بے پردگی اور جاہلی زیب وسنگار کی بھرمار

اسلام حیاء وعفت، نظر کی حفاظت اور پردہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔لیکن اسلام کا نام لیکر بننے والی یہ فلمیں اس اصول کو روند ڈالتی ہیں ۔ بے پردگی عام ہوتی ہے،غیر محرم مردوں سے میل جول عام ہوتا ہے۔ یہ سب اسلامی اقدار کے خلاف امور ہیں ۔

۷:محرمات کی ترویج

ان ڈراموں میں رقص ، گانا بجانا ،شراب نوشی لونڈیوں کے گانے بجانے کی خوب تشہیر اس دعویٰ کی بنیاد پر کی جاتی ہے کہ یہ اس وقت کے فساق وفجار لوگوں کی محافل ہیں جنہیں محض فلمایا گیا ہے ان میں شراب کی ترغیب موجود نہیں لیکن دیکھنے والے اور اس کردار میں حصہ لینے والے یقیناً اس سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں اور اسے کوئی گناہ بھی نہیں سمجھتے ۔

۸:صحابہ کرام کی تحقیر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اداکاری حقیر انداز میں کی جاتی ہے اور کبھی کبھار ان کا کردار ایک فاسق وفاجر شخص کر رہا ہوتا ہے۔

۹:کفریہ اعمال کی ادائیگی

اس میں کافر شخص کی اداکاری بھی کی جاتی ہے جو صلیب اٹھائے ، بت کو سجدہ کرتے دکھایا جاتا ہے یا کوئی کافر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا اسلام کو گالی دے رہا ہوتا ہے ایسا سب کرنا ان افعال کا بجالانا یہ تمام اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور دین سے مرتد ہونے کے افعال واعمال ہیں ۔

www.islamfort.com

۱۰: ڈرامائی انداز میں اسلامی شعائر کا مذاق

اسلام کسی طرح بھی یہ اجازت نہیں دیتا ہے کہ کوئی انسان کسی کی نقالی میں محض فرضی کردار ادا کرنے کے نام پر شراب پیئے، کفریہ کردار ادا کرے، یا غیر محرمات سے تعلق قائم کرے۔

۱۱: مسلمانوں کے اوقات و مال کا ضیاع

گذشتہ تمام مکرہ و محرم اعمال پر مشتمل یہ ڈرامے اور فلمیں مسلمانوں کے محض ضیاعِ وقت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ، ان سے وہ خیر سیکھنے کے بجائے شر کا درس لے رہے ہوتے ہیں ۔جن میں غیر محرم عورتوں سے تعلق قائم کرنا، بوس و کنار، شراب نوشی، موسیقی کی دھنوں سے لطف اندوزی، تاریخ کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا اور دیگر قبیح قسم کے افعال لوگ سیکھتے ہیں۔

۱۲: مبارک اوقات کا ضیاع

بالعموم مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اس طرح کے اسلام کے نام پر بننے والے ڈرامے اور فلمیں عالم عرب میں بالخصوص اور دیگر عالم انسانی میں بالعموم رمضان کی بابرکت راتوں کو دکھائے جاتے ہیں، جس سے لوگ قرآن، قیام، اور اعتکاف چھوڑ کر لوگ یہ ڈرامے دیکھنے میں مگن ہوجاتے ہیں اور اپنے تئیں یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نیکی کا کام کررہے ہوتے ہیں۔ جبکہ رمضان کے اوقات ایک مسلمان کیلئے بہت بڑی غنیمت کے اوقات ہوتے ہیں جن میں نوافل ،تہجد ،قرآن مجید کی تلاوت ، راتوں کا قیام ، اعتکاف، ذکرواذکار کا اہتمام کرنے کا حکم ہے۔ اور اس کی فضیلت اتنی زیادہ ہے کہ انسان کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں، مغفرت کا مستحق ٹھہر جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص رمضان میں ایمان اور ثواب کا کام سمجھ کر قیام کرے تو اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے''۔ اور ایک روایت میں ہے: ''اور جو شخص (شب) قدر کی رات میں کھڑا ہو یعنی عبادت کرے ثواب اور ایمان کے ساتھ تو اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''(1)

۱۳: عقیدہ ختم نبوت کا متاثر ہونا

......عقیدہ ختمِ نبوت اسلام کے بنیادی اور اساسی قواعد میں سے ہے، اس کے بغیر ایمان شرعاً غیر

(1) صحیح بخاری

www.islamfort.com

معتبر ہے، جبکہ مذکورہ فلموں میں غیر نبی کو نبی بنا کر دکھایا جاتا ہے، جو کہ ایک لحاظ سے غیر نبی کا دعوی نبوت ہے، حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہے اور اس کے بطلان پر قرآن وحدیث کے صریح نصوص دال ہیں، خواہ یہ دعوٰی نبوت مرزا قادیانی (لعنة الله عليه وعلى أتباعه) کے دعوٰی کی طرح کا ہو، یا مذکورہ فلموں کی شکل میں تمثیلی اور تصویری نبی ہونے کا ہو، لہذا اہل اسلام سے درخواست ہے کہ قادیانی دعوائے نبوت کے دعویداروں کی طرح اس تمثیلی نبوت کے دعویداروں کا سدِ باب کر کے اسلامی فریضہ انجام دیں۔

خلاصہ بحث

سابقہ بحث کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور دیگر بلند پایہ بزرگ ہستیوں کی حیاتِ طیبہ کے حالات وواقعات کی تصویری فلم بنانا اور پھر میڈیا کے ذریعے ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ پر پیش کرنا اسلام اور مسلمانوں کا بدترین مذاق اڑانے کے مترادف ہے، ایسی فلمیں بنانا، دیکھنا اور دکھانا ناجائز اور حرام ہے، بلکہ ایمان کا سلامت رہنا بھی دشوار ہے۔لہذا کسی مسلمان کیلئے لائق نہیں کہ وہ فرضی طور پر کسی نبی یا صحابی کی ایکٹنگ کرے، ایسا کرنے والا اسلام اور مسلمانوں کا مجرم ہے۔ نیز ان فلموں یا ڈراموں میں کسی شکل میں بھی حصہ ڈالنا اسپانسر کرنا، دیکھنا، اپنے پاس رکھنا، سوشل میڈیا کے ذریعے اس کے کلپس شیئر کرنا، ان کی سی ڈیز فروخت کرنا الغرض کسی بھی نوعیت کا اس میں تعاون اور شراکت جائز نہیں بصورت دیگر ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم ٹھہریں گے اور ہم سے اس بارے میں باز پرس ہوگی۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب فرمائے اور حق پر قائم ودائم رکھے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

www.islamfort.com

امام مہدی

حقیقت کیا ہے؟ فسانہ کیا ہے؟

شیخ خلیق الرحمن قدر [1]

امام مہدی کے ظہور کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا چودہ سوسالہ یہ نظریہ ہے کہ آپ آخری دور میں مکہ مکرمہ میں ظہور پذیر ہوں گے مسلمانوں کی قیادت کریں گے، امت مسلمہ میں خلافت قائم کریں گے۔اللہ کی زمین پر عدل وانصاف پر مبنی حقیقی شریعت نافذ کریں گے۔جس کے نتیجے میں امن وآشتی اور سکون سے انسانیت کو واسطہ پڑے گا۔الغرض خلافت راشدہ کی بھولی بسری یادیں تازہ ہوجائیں گی۔

البتہ یہ ذہن نشین رہے کہ حقیقی امام مہدی کی آمد سے پہلے بہت سے لوگ مہدی ہونے کا دعوی کریں گے، زیر نظر مضمون میں ایسے جھوٹے اور دنیا پرست لوگوں کا پردہ چاک کیا جائے گا۔اوران شاءاللہ صحیح احادیث کی روشنی میں بے دین طبقوں کی فریب کاریوں۔۔۔حکومت ودولت کے طلب گار علمائے سوء کی دھوکے بازیوں کی بھی وضاحت کی جائے گی، نیز ساتھ حقیقی امام مہدی کے بارے میں اہل السنۃ کا کیا نظریہ اسے ہے؟ اسے بھی تفصیلاً تحریر کیا جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

''لاتذهب الدنیاحتی یملک العر ب رجل من أهل بیتی یواطئ اسمه اسمی

[1] مدرس جامعہ دارالحدیث رحمانیہ، سولجر بازار کراچی

www.islamfort.com

واسم أبيه اسم أبي يملأ الأرض قسطا وعدلا كا ملئت ظلما وجورا"[1]

''دنیا کا اختتام نہیں ہوگا حتی کہ عرب کا امیر ایک شخص ہوگا جو میرے اہل بیت سے ہوگا اس کا نام میرے نام جیسا اور اس کے والد کا نام میرے والد جیسا ہوگا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ ان سے پہلے ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی۔

اس حدیث سے اور آئندہ چند احادیث سے معلوم ہوجائے گا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں عقائد ونظریات بڑے ہی نازک ہیں اور علمی اخلاص سے ہی ان کا کوئی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے۔امت میں سادہ لوح نوجوانوں کو کس طرح گمراہ کیا گیا اور آئندہ فتنے سے مزید کتنے افراد خطرناک غلطیوں اور دھوکے کا شکار ہوسکتے ہیں اس کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے۔

اہل تکفیر کی کارستانیاں

یہ 22 نومبر 1979ء کی نماز فجر کا وقت تھا، بیت اللہ میں طواف کرنے والے نماز کی ادائیگی کے منتظر تھے عمرہ کرنے اور زیارت کرنے والے بارگاہ الٰہی میں دعاؤں مناجات میں مصروف تھے۔اس وقت کے امام محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ آگے آئے نماز فجر کی امامت کرائی۔۔۔سلام کے بعد اچانک کچھ لوگ آگے آئے اور امام کعبہ امام السبیل کے ہاتھوں سے مائک چھین لیا۔ایک شخص جو چہرے مہرے سے متقی پرہیزگار اور عالم فاضل معلوم ہوتا تھا آگے آیا اور تقریر شروع کردی۔۔۔''لوگو جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں قیامت کی نشانیاں پوری ہوچکی ہیں۔زنا عام ہے گانے ہر گھر میں پھیل چکے ہیں۔ناانصافی اور ظلم وزیادتی پر مبنی طرز حکومت نے زندگی اجیرن کر رکھی ہے،اب لوگ کسی نجات دہندہ کی تلاش میں ہیں۔'' اتنے میں ایک شخص جو اس فتنہ پرور گروہ کا لیڈر تھا۔اس کا نام جہیمان العتیبی معلوم ہوا۔اس نے اعلان کیا کہ'' یہ عالم دین جو وعظ ونصیحت

---

[1] سنن ترمذی: کتاب الفتن،باب ماجاء فی المھدی ،رقم الحدیث:2394،سنن ابوداؤد،کتاب المھدی 4282

www.islamfort.com

کرر ہے تھے، یہ امام مہدی ہیں ۔۔۔ ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے یہ مدینہ سے مکہ آئے ہیں اور حجراسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہیں ۔رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ تمام پیش گوئیاں سچ ہوچکی ہیں ،لہٰذا میں تو امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کررہا ہوں ،تم سب بھی بیعت کرو۔۔''۔

قارئین کرام !اس واقعے پر جس قدر حیرانی آپ کو ہورہی ہوگی اس سے کہیں زیادہ ششدر وہاں کے نمازی حضرات تھے جو ہکابکا ہوکر ساری کارروائی دیکھ رہے تھے۔جہیمان العتیبی نے بڑا کاری وار کیا تھا۔۔۔ ایسے عالم کو تلاش کرکے لایا تھا جو واقعتاً (محمد بن عبداللہ) نام کا تھا۔۔مگر چونکہ جہیمان خارجی ذہنیت رکھنے والا فتنہ پرور تھا اس نے نہ صرف سادہ لوح متقی اور تہجد گزار نوجوانوں کو اس فتنے میں ڈالا بلکہ بیت اللہ اور حرم پاک کے درودیوار کو لہولہان کردیا۔۔۔۔۔۔

لٹیروں نے جنگل میں شمع جلائی ہے
مسافر سمجھے کہ منزل یہی ہے

اندھیری رات کو منزل مقصود سمجھنے والوں نے ظلم کی انتہا اس وقت کی جب مسجدحرام کے دروازوں کو اندر سے بند کردیا گیا۔تاریخ اسلام میں پہلی بار طواف رک گیا، اذانیں بند ہوگئیں اور باجماعت نماز کی ادائیگی اسلحے کے زور پر بند کردی گئی ،بعدازاں تفتیش سے معلوم ہوا کہ نماز فجر میں جنازوں کی شکل میں ڈھیروں جدید اسلحہ اندر لایا گیا تھا۔میناروں پر اسنائپر تعینات کردیے گئے۔باہر سے کوئی شخص یا حکومتی اہلکار قریب آتا تو فائرنگ کرکے حرم کے صحن کو رنگین کردیا جاتا تھا۔سعودی حکومت عوام علماء کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر اندر کیا ہورہا ہے۔یہ کون لوگ ہیں جو کعبہ پر قابض ہوچکے ہیں۔آخر مطالبات سامنے آئے کہ امام مہدی ظہور پذیر ہوچکے ہیں لہٰذا وہی حکومت کے صحیح حق دار ہیں۔شاہی فیملی کو پھانسی دی جائے حکومت ختم کی جائے اور امام مہدی کی زیرحکومت اسلامی خلافت قائم کی جائے۔نہیں تو کعبہ پر کنٹرول حاصل ہوہی چکا ہے۔۔۔۔۔۔ہم کسی کو اندر نہ آنے دیں گے۔۔۔امام مہدی بیت اللہ میں پناہ گزیں ہیں۔۔۔جو لشکر ان کو گرفتار کرنے آئے گا وہ زمین میں غرق ہوجائے گا وغیرہ وغیرہ۔

www.islamfort.com

بالآخر جب حکومت کا پیمانہ صبر لبریز ہوا تو علمائے کرام سے باقاعدہ فتوی لے کر فوجی ایکشن شروع کیا گیا۔۔۔اس تصادم میں 300 افراد ہلاک ہوئے جس میں حکومتی اہلکار بھی تھے اور تکفیری نوجوان بھی۔۔۔بعدازاں حرم کے تہہ خانوں میں مورچہ زن افراد کو باہر نکالنے میں بڑی مشکل پیش آرہی تھی۔۔کہ کوئی بھی زینوں سے اتر کر نیچے جاتا تو اس کو فائرنگ کر کے گرایا جاتا تھا۔۔پھر تہہ خانے کو پانی سے بھر کر اس میں کرنٹ چھوڑا گیا تو زخمی حالت میں 70 افراد باہر آئے جن میں ان کا لیڈر جہیمان بھی تھا۔ان افراد کو پھانسی دے دی گئی۔۔نام نہاد امام مہدی کی لاش مل گئی تھی۔یہ ساری کارروائی 9 دن میں پوری ہوئی۔۔۔مسلمان حکومتیں اور عوام الناس اس ہولناک واقعے سے لرز کر رہ گئے تھے۔اس وقت سوشل میڈیا بھی نہ تھا اور موبائل فون بھی نہیں،امام کعبہ امام ابن سبیل نمازیوں کے بھیس میں باہر آئے تو حکومت کو تکفیریوں کے دعوؤں اور کارروائیوں سے آگاہ کیا۔امام کعبہ کے بیان کی روشنی میں فوجی ایکشن عمل میں لایا گیا۔آج بھی یوٹیوب پر ویڈیوز موجود ہیں اور 1979ء کے اخبارات سے اس واقعے کی بعض تفصیلات مل سکتی ہیں۔

اس طویل بیانیے کا مقصد صرف اور صرف موجودہ دور کے پرخلوص نوجوانوں کو دھوکے سے بچانا ہے۔اور واضح کرنا ہے کہ مطلب پرست علما سوء اور دہشت گردوں کے سرپرست کس طرح قرآنی آیات اور احادیث کو اپنے مطلب کے لیے استعمال کرتے ہیں تکفیریوں کی کارروائیوں سے فائدے کی بجائے الٹا نقصانِ عظیم ہوتا ہے۔امت کے پرخلوص جان نچھاور کرنے والے افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور ان کے بعد مسلم عوام کو فتنوں کے داغ صاف کرنے میں صدیاں بیت جاتی ہیں۔بھلا کعبہ پر قبضہ کرنے اور طواف کو روک دینے سے بڑا جرم کیا ہوسکتا ہے؟!۔حرم میں ناحق خون بہانے سے کون سی خلافت قائم ہوسکتی ہے؟ آج داعش اور تکفیری افراد کا بڑا نشانہ حرمین شریفین کی حکومت و علما کیوں ہیں؟ آج بھی ان کا نشانہ صرف اور صرف مسلم ممالک اور ان کی بے گناہ عوام کیوں بنتے ہیں؟!!

بھلا مساجد اور اسکولوں کے بچوں کا کیا قصور ہے کہ عالمی سیاست کا انتقام ان سے لیا جائے۔۔۔

www.islamfort.com

واقعی سچ فرمایا تھا سرکار دو عالم ﷺ نے کہ

'' یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان '' [1] ۔

یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''لایزالون یخرجون حتیٰ یخرج آخرھم مع المسیح الدجال'' [2]

یہ مسلسل نکلتے رہیں گے حتی کہ ان کے آخری ساتھی دجال کے ساتھ نکلیں گے۔

(3) ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

'' یطعنون علی امرائھم ویشھدون علیھم بالضلالۃ ''

یہ لوگ حکومتِ وقت یا امراء کے خلاف خوب طعنہ زنی کریں گے ان پر ضلالت و گمراہی کا فتویٰ لگائیں گے۔ [3]

اللہ رب العزت ہم سب کو فتنوں سے محفوظ رکھے آمین

آمدم برسر مطلب

اب ہم اپنے موضوع کی طرف واپس لوٹتے ہیں۔ احادیث میں قیامت کی دس بڑی بڑی نشانیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ اور (کتاب الفتن) کے موضوع پر تمام محدثین نے بے شمار چھوٹی چھوٹی علامات کو بھی بیان فرمایا ہے کہ مساجد میں زیبائش اور رنگ و روغن ہوگا۔ لوگ اونچی اونچی عمارتوں کو بنائیں گے۔ گانے اور آلات ساز عام ہوں گے جہالت کا دور دورہ ہوگا یہ علاماتِ صغریٰ کہلاتی ہیں۔ یہ علامات قرب قیامت کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہیں گی۔ ان کی روک تھام ممکن نہیں۔ ایسا نہیں کہ اگر لوگ اونچی عمارتیں نہ بنائیں تو قیامت نہ آئے گی۔ بلکہ یہ دورانِ سفر آنے والے سنگِ میل ہیں جو ہر صورت آکر رہتے ہیں۔ ان چھوٹی اور بڑی علامات کے درمیان تعلق امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعرج الملائکۃ الخ، رقم الحدیث: 7432

[2] سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، باب من شھر سیفہ ثم وضعہ فی الناس، رقم الحدیث: 4114

[3] ہیثمی مجمع الزوائد 228/6۔

www.islamfort.com

گے۔ظہورِ مہدی کے سات سال بعد نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور آمدِ دجال کا سلسلہ شروع ہوگا اور یہ قیامت کی بڑی علامات ہیں۔

مہدی نام ونسب:

واضح رہے کہ سنن ابی داؤد کی روایت کے مطابق محمد بن عبداللہ ہوگا مہدی (ہدایت یافتہ) لقب ہوگا جیسا کہ ابتدائی خلفائے راشدین کو بھی مہدیین یعنی ہدایت یافتہ کہا گیا ہے۔فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے "علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین"[1]

''میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو''

عون المعبود شرح سنن ابوداؤد میں ہے کہ:''امام مہدی اولاد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے ہوں گے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا سے دو بیٹے تھے سیدنا حسن اور حسین رضوان اللہ علیھم اجمعین۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حق دار ہونے کے باوجود حکمت ودانائی سے کام لیتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور مسلمانوں کے درمیان ہورہی جنگ کا خاتمہ فرمایا تھا۔ شاید اسی قربانی کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ ان کی اولاد سے آخری دور میں ایک عظیم خلیفہ پیدا فرمائے گا۔اس بات کی گواہی اس حدیث سے بھی مل جاتی ہے کہ

عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول:

"المھدی من عترتی من ولد فاطمة"[2]

''مہدی میرے خاندان سے ہوگا اور فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہدی میری اولاد سے ہوں گے۔روشن پیشانی اور اونچی ناک والے۔وہ روئے زمین کو عدل وانصاف

---

[1] سنن ابن ماجه،باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين،رقم الحديث :42

[2] سنن ابوداؤد،كتاب المهدى،باب1،رقم الحديث:4284،قال الالبانی صحیح۔

www.islamfort.com

سے بھر دیں گے جس طرح ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی ،وہ سات برس تک زمین پر برسر اقتدار رہیں گے‘‘[1]

ان احادیث کا بغور جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ (1) امام مہدی قریشی النسل ہوں گے۔(2) بنو ہاشم سے اور اولادِ حسن رضی اللہ عنہ سے ہوں گے۔(3) جس دن پیدا ہوں گے ان کا نام محمد ہوگا، والد کا نام عبداللہ ہوگا (4) پہلے کوئی اور نام ہو بعد میں بڑا ہو کر نام بدل لے تو اس کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی بات کافی ہوگی۔ملعونِ زمانہ قادیانی ایسا ہی مہدی ہونے کا دعویدار نکلا۔۔۔

ہندوستانی مہدی کی داستان:

اس کا نام غلام احمد تھا۔قادیان میں اپنے آباء واجداد کی ریاست ودولت سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔انگریز کی محبت ،دولت کا حصول ،جاہ پرستی نے اس ملعون سے بے شمار خرافات کروائیں۔اس جھوٹے بدکردار ملعون نے مسلمانوں کی حالتِ زار کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔1857ء کے بعد انگریز سرکار نے بہت تباہی پھیلائی ۔خاص طور پر مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا گیا۔صادق پور، بنگال، یوپی بہار میں درختوں پر لٹکتی علمائے حق کی لاشیں مسلمانوں کی تباہی کی منہ بولتی داستانیں بن گئی تھیں۔بے دین اور جاہل عوام کو ہزاروں کی تعداد میں جبراً عیسائی بنایا گیا۔آج بھی پاکستان وہندوستان میں جو چرچ آباد ہیں اور عیسائی آبادیاں ہیں یہ اس دور کی یاد ہیں۔حق بولنے والے جہاد کی بات کرنے والے علماء یا تو شہید کردیے گئے یا کالا پانی میں جلاوطن کردیے گئے۔ایسے حالات میں لوگ واقعی کسی مجدد کسی مہدی یا نجات دہندہ کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔غلام احمد ملعون بڑا کایاں نکلا پہلے عیسائی مبلغوں سے اسلام کی حقانیت پر مناظرے کرتا رہا۔پھر موقع دیکھ کر مہدی ہونے کا پرچار کرنے لگا۔جھوٹی نبوت کا دعویدار بعد میں بنا اور ملکہ برطانیہ کی سرپرستی میں مسلمانوں کے درمیان فرقہ پرستی کی بھی داستانیں چھوڑ گیا۔آج بھی قادیانی امت کا سب سے بڑا سرپرست یا تو برطانیہ ہے یا اسرائیل۔الغرض اس ملعون نے جب خرافات پھیلانی شروع کیں تو مذہبی حوالہ مطلوب تھا۔ایسے

[1] سنن ابی داؤد: کتاب المهدی،باب 1رقم الحدیث :4285،قال الالبانی :حسن

www.islamfort.com

لوگوں کے نزدیک نظریہ مہدویت بڑی کارآمد چیز تھا۔لیکن مسئلہ یہ تھاہاشمی اورقریشی کیسے بناجائے۔اوردیگرقادیانی حوالہ جات کےمطابق اس نے یہ الہام گھڑلیا ’’ہمارے آباءواجداد کے شجرہ نسب کےمطابق میں مغل ہوں ،لیکن اللہ نے الہام میں مجھے قریشی کہاہے،لہٰذاشجرے جھوٹے ہیں اوراللہ کاالہام سچاہے‘‘۔

یوں نام بدلانسب نامہ بدلا اورمہدی ہونے کاپرچار کرنے لگا۔پاک وہندمیں گوہرشاہی فتنے کی بھی کچھ ایسی ہی حقیقت ہے۔جھوٹوں کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔بے پیندے لوٹے کی طرح ہروقت حالت بدلتے رہتے ہیں۔

قادیانی تلبیس کوبیان کرنے کامقصد یہ ہے کہ آج تک بلکہ قیامت تک آنے والے دجال اور کذاب لوگ چندروایات کواپنے مذموم مقاصد کےلیے استعمال کرتے رہے ہیں اوررہیں گے۔ان شاءاللہ علمائے حق ان کاپول کھولتے رہیں گےاوراحادیث رسول ﷺ کاصحیح مطلب جومنہج سلف صالحین کے عین مطابق ہوبیان کرتے رہیں گے۔

سنن ابی داؤدکی روایت کےمطابق

عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول :يكون اختلاف عن موت خليفة فيخرج رجل من أهل المدينة هاربا إلى مكة فيأتيه ناس من أهل مكة فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه بين الركن والمقام ويبعث إليه بعث من الشام فيخسف بهم بالبيداء [1]

’’ایک خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا۔خاندان بنی ہاشم کاایک شخص مدینہ سے مکہ چلا جائے گا۔لوگ اس کوگھر سے باہرنکال لائیں گےاورحجراسوداورمقام ابراہیم کے درمیان اس کے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ہاتھ پربیعت کریں گے۔(اس کی بیعتِ خلافت) کی خبرسن کرشام سے ایک لشکران سے مقابلہ کےلیے روانہ ہوگاچنانچہ یہ لشکرجب بیداء میں

[1] سنن ابی داؤد :کتاب المهدی،باب :1،رقم الحدیث:4286

www.islamfort.com

پہنچے گا تو دھنسا دیا جائے گا۔''[1]

واضح رہے کہ امام مہدی کے متعلق بیان کردہ کچھ احادیث میں ضعف بھی ہے لیکن کوئی روایت موضوع درجہ کی نہیں ہے۔مسند ابویعلیٰ کی اس روایت کو محقق حسین سلیم اسد نے حسن درجہ کی قرار دی ہے۔لیکن اگر ضعیف روایات کو درج ذیل صحیح مسلم کی اس حدیث کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو حقیقت بالکل واضح ہو جائے گی۔

عن عبدالله بن الزبير ان عائشة قالت:''عبث رسول الله ﷺ فى منامه فقلنا يارسول الله ﷺ صنعت شيئا فى منامك لم تكن تفعله فقال العجب إن ناسا من أمتي يؤمون بالبيت برجل من قريش قد لجأ بالبيت حتى إذا كانوا بالبيداء خسف بهم فقلنا يا رسول الله إن الطريق قد يجمع الناس قال نعم فيهم المستبصر والمجبور وابن السبيل يهلكون مهلكا واحدا ويصدرون مصادر شتى يبعثهم الله على نياتهم''

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا''ایک رات رسول کریم ﷺ خواب میں پریشان ہو کر اٹھے۔ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! آج آپ نیند میں پریشان ہوئے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا:''بڑے تعجب کی بات ہے میری امت کے کچھ لوگ بیت اللہ کا ارادہ کر کے آئیں گے۔قریش کا ایک آدمی بیت اللہ میں پناہ پکڑے گا حتی کہ جب (ان کو گرفتار کرنے والا) لشکر بیداء مقام پر پہنچے گا تو ان کو زمین نگل لے گی۔ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ راستے پر تو لوگ جمع ہوتے ہیں فرمایا(ہاں ان میں کچھ جان بوجھ کر لشکر میں آئیں گے کچھ مجبور ہوں گے کچھ مسافر لیکن سب کو ایک ساتھ ہلاک کر دیا جائے گا۔سب لوگ (روز قیامت) الگ الگ حالت میں اٹھیں گے۔ان کی نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ ان

---

[1] یہ روایت مسند ابویعلیٰ 6940۔ابن حبان 6757۔معجم الکبیر 931۔ابوداؤد کی حدیث نمبر 9286 پر ہے

www.islamfort.com

کو اٹھائے گا[1]۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ضمن میں بڑی خوبصورت بات بیان فرمائی کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اہل ظلم سے دور رہنا چاہیے باغیوں سرکشوں کی مجالس سے شدت کے ساتھ اجتناب کریں تاکہ عذابِ الٰہی کے خطرے سے محفوظ رہ سکیں۔

قارئین! آپ امام مہدی سے متعلق جان چکے ہیں اور حقیقتِ مہدی سے آشکار ہو چکے ہوں گے کہ (1) امام مہدی مدینہ سے مکہ آئیں گے (2) ان کی آمد سے پہلے فتنے اور قتل وغارت گری کا دور دورہ ہوگا (3) خلیفہ یا حاکم وقت کی موت کے بعد اختلافات ہوں گے اور مسلح افراد آپس میں جنگ کریں گے (4) لازماً محمد بن عبداللہ نامی شخص کوئی معروف اثر ورسوخ والا شخص ہوگا ورنہ وہ کیوں مدینہ سے مکہ آئے گا اور لوگ صرف اسی کو کیوں زبردستی امامِ وقت یا خلیفہ بنائیں گے۔(5) پہلے سے لوگ اسے مہدی کے لقب سے جانتے نہ ہوں گے۔ بعد ازاں جب عدل وانصاف والی خلافت قائم ہوگی تب عقدہ کھلے گا کہ جس کا انتظار تھا وہ آپ ہی ہیں۔(6) اس وقت کے ظالم جابر حکمران قطعاً امام مہدی کے حق میں نہ ہوں گے۔ ان کو گرفتار کرنے کے لیے لشکر بھیجیں گے صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق یہ لشکر عذابِ الٰہی کا شکار ہوگا تو ساری دنیا کے نزدیک حقیقتِ مہدی واضح ہو جائے گی۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟ اس کے لیے سب سے اہم روایت یہ ہے

عن ابی ھریرۃ مرفوعا: تخرج من خراسان رایات سود لا یردھا شیء حتی تنصب بإیلیاء

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے: ”جب کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے تو کوئی چیز ان کو روک نہیں سکے گی۔ حتی کہ وہ ایلیاء (بیت المقدس) میں نصب کریں گے“[2]

اسی طرح فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

---

[1] صحیح مسلم: باب کتاب الفتن واشراط الساعۃ

[2] مسند احمد 8775۔ سنن ترمذی، کتاب الفتن، رقم الحدیث: 2269 قال: الالبانی ضعیف الاسناد۔

www.islamfort.com

اذارائیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فائتوھا فان فیھا خلیفة الله المھدی [1]

''جب تم دیکھو کہ کالے جھنڈے آگئے ہیں خراسان سے تو تم اس میں ضرور شامل ہوجانا کیونکہ ان میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔''

سنن ابوداؤ کے مطابق ''یملک سبع سنین''[2]

''امام مہدی کی خلافت مسلسل سات سال جاری رہے گی''

یہ سال سب سے بہترین امن وسکون اور عدل وانصاف والے ہوں گے۔ بیت المقدس فتح ہوگا۔ ساری دنیا پر خلافت قائم ہوگی۔ ان روایات کی استنادی حیثیت کمزور ہے لیکن علمائے اہل سنت کا چودہ سو سالہ عقیدہ یہی رہا ہے کہ مہدی آخری زمانے میں تشریف لائیں گے۔ کفار سے جہاد کر کے روئے زمین پر خلافت اسلامیہ قائم کریں گے جو نبوت کے طریقہ پر ہوگی۔ دراصل مہدویت کوئی دعوے کرنے جماعت بنانے کی چیز نہیں بلکہ کچھ کر کے دکھانے کا نام ہے۔ جب خلافت قائم ہوگی انصاف ہوگا، اسلامی حکومت کے فوائد دنیا کو نظر آئیں گے تو مہدی رضی اللہ عنہ خود بخود تسلیم کر لیے جائیں گے۔

مشہور مفسر و محدث امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ''یعنی امام مہدی کا ظہور غلبہ مشرق سے ہوگا۔ یہ عقیدہ غلط ہے کہ سامراء کی غار سے نکلیں گے جیسا کہ جاہل روافض گمان کیے بیٹھے ہیں۔ یہ آخری زمانے میں ان کے نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ان کی مایوسی کا ثبوت ہے۔ اہل مشرق ان کی تائید کریں گے۔ ان کی خلافت قائم کریں گے۔ اہل مشرق کے جھنڈے بھی کالے ہوں گے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا بھی کالا تھا۔ جس کو 'العقاب'' کہا جاتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ مہدی کا اصلی خروج یا غلبہ مشرق سے ہوگا اور ان کی بیعت بیت اللہ میں لی جائے گی۔ جیسا کہ احادیث اس

---

[1] مسند احمد، رقم الحدیث: 22387، 277/5، کنز العمال 264/14

[2] سنن ابی داؤد: کتاب المھدی، رقم الحدیث: 4285

www.islamfort.com

بات پر گواہ ہیں[1]۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بڑے واضح انداز میں امام مہدی کے بارے میں غلط فکری اور کج فہمی کا توڑ بھی فرمایا ہے کہ روافض اپنے آخری مزعومہ امام محمد بن حسن عسکری کو (مہدی آخر الزماں) کے نام سے پکارتے ہیں۔ بھلا گزشتہ گیارہ صدیوں سے سامراء کی غار میں کوئی کیونکر زندہ رہ سکتا ہے۔ اور ہر سال محرم کے مہینے میں لاکھوں لوگوں کا سامراء کی غار کے قریب جمع ہو کر (ادرکنی امام الدھر) پکارنا انتہائی ہذیانی کیفیت کا واضح ثبوت ہے۔

آخری دور میں جب امام مہدی سات برس خلافت قائم کر چکے ہوں گے اور بلاد شام میں قسطنطنیہ کی جنگ میں شریک ہوں گے اس کا احوال صحیح مسلم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے

عن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال: "سمعتم بمدينة جانب منها فی البر وجانب منهافی البحر ؟ قالوا نعم يا رسول الله قال لا تقوم الساعة حتى يغزوها سبعون ألفا من بني إسحاق فإذا جاؤها نزلوا فلم يقاتلوا بسلاح ولم يرموا بسهم قالوا لا إله إلا الله والله أكبر فيسقط أحد جانبيها ثم يقولوا الثانية لا إله إلا الله والله أكبر فيسقط جانبها الآخر ثم يقولوا الثالثة لا إله إلا الله والله أكبر فيفرج لهم فيدخلوها فيغنموا فبينما هم يقتسمون المغانم إذ جاءهم الصريخ فقال إن الدجال قد خرج فيتركون كل شيء ويرجعون"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "کیا تم نے کسی شہر کے بارے میں سنا ہے جس کی ایک طرف سمندر اور دوسری طرف خشکی ہے۔ عرض کی گئی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ستر ہزار آدمی اس شہر کے لوگوں سے جنگ نہیں کر لیتے۔ چنانچہ وہ لوگ (ستر ہزار) جنگ کے لیے شہر میں آئیں گے تو اس شہر کے باہر پڑاؤ ڈالیں گے۔ یہ

---

[1] النهاية فی الفتن والملاحم 55/1

www.islamfort.com

لوگ شہر والوں سے ہتھیاریوں کے ذریعے جنگ نہیں کریں گے۔ اور نہ ان کی طرف تیر پھینکیں گے بلکہ (لا الہ الا اللہ واللہ اکبر) کا نعرہ بلند کریں گے تو شہر کے دونوں اطراف کی دیوار میں سے ایک طرف کی دیوار گر جائے گی۔ پھر مسلمان دوسری بار (لا الہ الا اللہ واللہ اکبر) کا نعرہ بلند کریں گے تو شہر کی دوسری جانب والی دیوار بھی گر پڑے گی۔ اس کے بعد وہ لوگ تیسری بار نعرہ بلند کریں گے تو اس لشکر کے لیے شہر میں داخل ہونے کا راستہ کشادہ ہو جائے گا۔ یہ لشکر شہر میں داخل ہو کر مالِ غنیمت جمع کریں گے اور اس مالِ غنیمت کو آپس میں تقسیم کر رہے ہوں گے کہ اچانک یہ آواز آئے گی کہ دجال نکل آیا ہے۔ چنانچہ سب کچھ چھوڑ کر دجال سے لڑنے کے لیے واپس لوٹ آئیں گے۔[1]

امام مہدی کی زیر قیادت لشکر دجال کے خلاف جہاد کر رہا ہوگا۔ آپ جانتے ہوں گے کہ دجال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جائے گا لیکن آخری جنگِ عظیم میں جہاد کرنے والے مسلمانوں کے لیڈر امام مہدی ہوں گے اور یہودیوں منافقوں کا سربراہ مسیح دجال ہوگا اس مرحلے کا ذکر صحیح مسلم میں اس طرح ہے:

عن ابی هريرة قال قال رسول اللهﷺ: ''والله لينزلن ابن مريم حكماً عدلاً فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير ولضعن الجزية ولتتركن القلاص فلا يسعى عليها ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد وليدعون (وليدعون) إلى المال فلا يقبله أحد ''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق فرمان نبوی ﷺ ہے کہ اللہ کی قسم! عیسی بن مریم ضرور بہ ضرور نازل ہوں گے۔ عدل کرنے والے حاکم ہوں گے آپ صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کریں گے (دولت عام ہوگی کہ) اونٹنی کو چھوڑ دیا جائے گا اس پر کوئی سوار نہ ہوگا۔ لوگوں کے درمیان دشمنی بغض حسد ختم ہوگا۔ لوگوں کو مال کی طرف

[1] صحیح مسلم: کتاب الفتن واشراط الساعة، باب لاتقوم الساعة حتی یمر الرجل الخ، رقم الحدیث: 2920

www.islamfort.com

بلایا جائے گا لیکن کوئی قبول نہ کرے گا[1]

اسی طرح صحیح مسلم کی دوسری روایت کے مطابق:

"کیف انتم اذ نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم "

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا اسوقت کیا حال ہوگا جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔[2]

صحیح مسلم کی اس حدیث پر تمام شارحین محدثین یہی فرماتے آتے ہیں کہ

''تمہارا امام تم میں موجود ہو ہوگا'' سے مراد صرف اور صرف امام محمد بن عبداللہ المہدی ہوں گے۔ دمشق کی مسجد میں فجر کی اذان ہوچکی ہوگی امام مہدی نماز پڑھانے کے لیے تیار ہوں گے کہ میناروں پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔۔۔امام مہدی ان کو نماز کی امامت کے لیے درخواست کریں گے لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ امامت کریں ،پھراس کے بعد کی صحیح روایت میں امام مہدی کا ذکر نہیں ہے کہ ان کا کیا بنا، کیونکہ اس کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال کو (لد) مقام پر قتل کریں گے۔۔۔

صحیح مسلم کے مطابق

عن جابر قال قال رسول الله ﷺ" لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرھم تعال صل بنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الکل ھذہ الامة "

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:''تم میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق کے ساتھ جہاد کرتی رہے گی۔قیامت تک وہ غالب رہیں گے۔پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر (مہدی) کہے گا آیے ہمارے لیے نماز کی

[1] صحیح مسلم:کتاب الایمان،باب نزول عیسی بن مریم حاکما الخ،رقم الحدیث:243

[2] صحیح مسلم: کتاب الایمان،باب نزول عیسی بن مریم حاکما الخ،رقم الحدیث:244

www.islamfort.com

امامت کریں عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں تم میں سے بعض بعض کا امیر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی اس امت کے لیے عزت افزائی ہے (1)

واقعی امت محمدیہ کی عزت جہاد میں ہے۔ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اس امت کا آخری گروہ امام مہدی پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ دجال کے خلاف جہاد کرے گا۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پھر امام مہدی کا کام ختم ہوگا۔ گویا آپ آخری جنگِ عظیم اور نزول عیسیٰ کے لیے راہ ہموار کریں گے۔ اس کے بعد آپ وفات پا جائیں گے۔۔۔ دنیا میں قیامت کی بڑی علامات تیزی سے نمودار ہونے لگیں گی۔۔۔ ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی ٹائم فریم مقرر نہیں ہے ان کا وقت سو سال بعد بھی ہوسکتا ہے اور ہزار سال بعد بھی۔ امام مہدی اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کرے گا بلکہ کچھ کر دکھانے کے بعد وہ مسلمانوں کے نزدیک مہدی کہلائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو امام مہدی کا ساتھی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ دشمنان اسلام ہر دور میں فتنوں کی راہ ہموار کرتے اور گمراہ کن اماموں، حکمرانوں اور علمائے سوء کے ذریعے ہر وقت عوام الناس کو راہِ خدا سے بھٹکاتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حق کی توفیق عطا فرمائے، حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

www.islamfort.com

مائنڈ کا سیٹ نہ ہونا.........؟

شیخ عبدالوکیل ناصر [1]

ہمارے کرم فرما جناب ''یاسر پیرزادہ'' صاحب نے ''ذراہٹ کے'' کالم لکھا ہے، احباب نے مشورہ دیا کہ موصوف کی اصلاح کے لیے قلم کوجنبش دیں ذراڈٹ کے اور شرعی اعتبار سے اس کا تجزیہ بھی کریں۔ موصوف کا عنوان تھا ''ویلنٹائن ڈے کا رونا'' اگرچہ ہر ''شخص'' کے خیالی خوابوں کو دیکھنا پڑھنا اور تعاقب کرنا کچھ ایسا ضروری بھی نہیں وگرنہ تو منزل تک پہنچنا ناممکن ہوجاتا ہے۔ بہرکیف موصوف کی تحریر بے ضمیر نے ہمیں ایک آیت کی طرف توجہ دلادی کہ "وفیکم سما عون لھم" کچھ احباب بھی اغیار کے یار ہوتے ہیں۔

جناب نے صحیح فرمایا بات ویلنٹائن ڈے کی نہیں مائنڈ سیٹ کی ہے یقیناً اگر جناب کا مائنڈ ہوتا اور پھر سیٹ ہوتا تو وہ کبھی بھی جملہ اہل علم اور احباب خرد و دانش کو انتہا پسندوں کا عذر خواہ قرار نہ دیتے، کیا صدر ممنون حسین بھی جناب والا کی نظر میں انتہا پسندوں کے عذر خواہ قرار پاتے ہیں؟ ان انتہا پسندوں کا جو بھی موقف ہو ہمیں اس سے سروکار نہیں مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ اسلام کی جامعیت میں عقیدہ، عمل، تہوار، خوشی، غمی، لباس، تہذیب وتمدن، ثقافت اور انداز محبت سب کچھ موجود ہے حتیٰ کہ کسی حد تک فنون لطیفہ بھی دستیاب ہے تو پھر یہ کہنا کہ مائنڈ سیٹ کی خرابی ہے یہ کس حد تک صحیح بات ہوسکتی ہے؟

کیا معاشرے کے اخلاق واقدار کی تصحیح کی بات مائنڈ سیٹ کی خرابی ہے؟ افسوس کہ چند نام نہاد اسلامی کلچر کے علمبرداروں کی غلط روش اور غلط طریقہ تنفیذ کو بنیاد بنا کر موصوف نے ''ذراہٹ کے'' نہیں بلکہ ''بالکل ہٹ کے'' اپنے منفی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ سن لیجئے یہاں کوئی کسی کے لباس، تراش وخراش اور خوشی واظہارِ خوشی کا دشمن نہیں۔ البتہ "ان ارید الا الاصلاح" کے تحت صحیح اور غلط کی نشاندہی ہر مسلمان کا فریضہ ہے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه ومن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان"

---

[1] نائب شیخ الحدیث جامعۃ الاحسان الاسلامیہ منظور کالونی کراچی

www.islamfort.com

’’جو منکرات کو دیکھے ہاتھ سے روک دے، وگرنہ تو زبان سے کہہ کر روک دے یا پھر دل سے تو بُرا جانے‘‘[1]

کیا منکرات پر لب کشائی کرنے والوں کو طالبان جیسوں کا عذر خواہ کہا جائے گا؟ ہم عرض کریں گے جناب والا! آپ کیا اپنی اس تحریر بے ضمیر میں مغرب کی عذر خواہی نہیں کر رہے؟

موصوف نے موسیقی کو عین اسلامی شعار اور اسلامی حکم قرار دینے کی کوشش کی ہے صرف اس بنیاد پر کہ بہت سے جید علما اسے حرام قرار نہیں دیتے۔ وغیرہ وغیرہ حیرت ہے کہ '' حبک الشيئ يعمی ويصم '' [2] (کسی چیز کی محبت اندھا بہرا بنا دیتی ہے) کیا تحت السماء ہر چیز میں اختلاف نہیں ہے تو کیا اس بنیاد پر ہر رطب و یابس کو گلے لگا لیا جائے؟ صرف اس لیے کہ بعض جید علماء اس کی مدح میں رطب اللسان ہیں؟

جنابِ من مسائل کا حل قول راجح میں ہوتا ہے نہ کہ قول مرجوح میں! اور آپ کے نام نہاد علماء جید نہیں جدید و متجدد ہو سکتے ہیں۔ جو علماء میں شمار ہی نہیں ہوتے یا پھر ان کا مسائل میں تفرد انہیں لے ڈوبا ہے۔ آپ نام تو بتائیں ’’غامدی‘‘ اور اس کی فکر کے ہمنوا لوگوں کے سوا کون موسیقی کو اسلام کے فنون لطیفہ میں شمار کرتا ہے؟ مائنڈ سیٹ کیجیے۔ موصوف نے دہشت گردی اور ستم گری طالبان کے تناظر میں رقص اور ڈانس پر بھی لب کشائی کر کے اسے سند جواز دینے کی کوشش کی ہے اور وہ بھی اس دلیل پر کہ جب وہ ستم کرتے ہیں تو پھر علماء کو تکلیف کیوں نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔

تو ہم عرض کرتے ہیں کہ ’’پیرزادہ صاحب‘‘ یہ تو ایسے ہو گیا کہ وہ کپڑے پہنیں اور ہم برہنہ ہو کر ان کی مخالفت کریں؟ عجیب بلکہ عجیب تر معاملہ ہے آپ کا کہاں ان کا تشدد کہ جس پر پوری قوم بلکہ پورا عالم اسلام سراپا احتجاج ہے اور کہاں قوم کی بیٹی کا رقص اور ڈانس۔؟ ﴿اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی﴾ [المائدہ:8]

جناب فرماتے ہیں یہ عذر خواہ ویلنٹائن ڈے کو مغربی تہوار کہتے ہیں اور پھر موصوف مغربی ایجادات کی مدح میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں کہ یہ انہوں نے بنایا اور وہ ایجاد کیا اور ہم ان کی اقدار میں گوڈے گوڈے ڈوب چکے ہیں...... ہم جناب کو مشورہ دیں گے کہ شاہ سے زیادہ شاہ کے فرماں بردار آپ وہاں ہی شفٹ ہو جایے، خوب بنے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔

---

[1] صحيح مسلم :كتاب الايمان ، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان حديث نمبر:78

[2] سنن ابی داؤد:کتاب الادب،باب فی الھوی،حدیث نمبر:5130۔

www.islamfort.com

اللہ کے بندے! کیا ایجادات اور ایجادات کا استعمال اقدار و تہذیب اختیار کرنے کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے۔؟

شریعتِ اسلامی اقدار و تہذیب کی نوک پلک سنوارتی ہے ایجادات کی نہیں۔ آپ نے تو ان کی ایجادات ایسے گِنوائی ہیں کہ گو یا وہ ہماری زندگی کا جز ولاینفک ہو۔؟ قطعاً نہیں جناب ضرورت اور ایجاد اور تہذیب وتمدن میں فرق کرنا ہوگا۔ آپ کو پتہ ہے جناب کہ لیپ ٹاپ، موبائل سمیت بے شمار ایجادات کے بغیر بھی زندگی ممکن تھی اور آج بھی ہے اور کل بھی ہوگی مگر آپ اپنے ممدوح مغرب کی اس ادا پر کیا کہیں گے کہ وہاں والدین اولڈ کیئر ہاؤس میں سِسک رہے ہیں؟ دولت کی خاطر کتوں اور بِلّوں سے عورت شادی کر رہی ہے؟ ہر دوسرا صدر اور وزیر اعظم اپنے ''والد'' کو نہیں جانتا؟ کیوں؟ اور پھر سینٹ ویلنٹائن کو جو پھانسی دی گئی وہ دلیل ہے کہ اصحاب کلیسا وگرجا خود اس ویلنٹائن ڈے کے خلاف ہیں؟ تو آپ کیا ''ذرا ہٹ کے'' لکھنے بیٹھ گئے؟......اپنی اداؤں پر ذرا غور کیجئے......مائنڈ سیٹ کیجئے۔ آپ کو بھی ویلنٹائن ڈے منانے کا شوق نہیں ہے تو پھر ''غصہ'' کس بات پر ہو رہے ہیں؟ مائنڈ سیٹ کیجئے، مائنڈ مت کیجئے!

ایک مسلمان ہونے کے ناطے سے ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ:

☆......ویلنٹائن ڈے غیر اسلامی تہوار ہے اور ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ کے بمصداق رحمن کے بندے کفار کے تہواروں کو نہیں مناتے۔

☆......ویلنٹائن ڈے، حیاء کے منافی ہے

جبکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "والحياء شعبة من الإيمان "اور حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔[1]

☆......حیاء اور ایمان ساتھ ساتھ ہیں ایک ختم تو دوسرا بھی ختم۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "الحياء والإيمان في قرن فإذا سلب أحدهما اتبعه الآخر "[2]

☆......ویلنٹائن ڈے، تعلیم اسلام کے منافی ہے اور وہ یہ ہے کہ دو محبّت کرنے والوں کے لیے ''نکاح'' سے بڑھ کر کچھ نہیں۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: " لم نر للمتحابين مثل النكاح"[3]

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب امور الایمان، حدیث نمبر:9۔

[2] معجم اوسط طبرانی: حدیث نمبر:8313

[3] سنن ابن ماجہ: کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل النکاح، حدیث نمبر:1847

www.islamfort.com

باطل افکار و نظریات
کی تردید میں
علمائے اہلحدیث کی خدمات

(قسط4)

عبدالرشید عراقی[1]

٦۔مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اپنے عہد کے جلیل القدر و بلند پایہ مفسر قرآن، اعلیٰ مرتبت محدث، مؤرخ، محقق، دانشور، خطیب ومقرر، متکلم، معلم، مناظر، صحافی اور مصنف تھے اور اس کے ساتھ بڑے غیور، جری، بارعب اور صاحب جلال بزرگ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو دین ودنیا کی نعمتوں سے نوازا تھا حق گوئی اور بیباکی میں عدیم المثال تھے جس بات کو غلط سمجھتے اس پر خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔حق گوئی ان کا طرۂ امتیاز تھی۔

مولانا سیالکوٹی جید عالم دین تھے ان کے تبحر علمی اور علم وفضل کے اعتبار سے ہر طبقہ میں ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا بڑے ذہین وفطین تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو قوتِ حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا رمضان المبارک کے مہینہ میں ایک پارہ روزانہ حفظ کرتے تھے اور رات کو نماز تراویح میں سناتے یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص فضل تھا۔

قرآن مجید سے ان کو خاص شغف تھا اس کے ترجمہ وتفسیر کو مرکز توجہ قرار دیئے رکھنا ان کے مقاصد حیات کا لازمی حصہ تھا تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی سے بہت زیادہ شغف تھا اپنے ایک مضمون میں

[1] نامور مؤرخ ومصنف کتب کثیرہ

www.islamfort.com

لکھتے ہیں کہ:

قرآن مجید کے معارف الطائف رکھنے میں جتنی مفید تفسیر کبیر ہے اور کوئی تفسیر نہیں ہے میں نے اس تفسیر سے خوب استفادہ کیا ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی مولانا سیالکوٹی کو بہت زیادہ شغف تھا ان کی ساری زندگی حدیث کی اشاعت و خدمت اور اس کی نصرت و حمایت اور مدافعت میں بسر ہوئی ان کے تلمیذ رشید مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۹۵۹ء) فرمایا کرتے تھے کہ:

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی زبان سے اکثر میں نے سنا فرماتے تھے: حدیث شریف کی کتابیں (صحاح ستہ) تعلیمات اسلامیہ کا سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ عربی زبان وادب کا بڑا سرمایہ ہیں۔[1]

مولانا سیالکوٹی کے علامہ اقبال سے دیرینہ مراسم تھے مرے کالج سیالکوٹ میں دونوں ہم جماعت تھے اور علامہ اقبال کی گرانقدر علمی وسیاسی خدمات کے معترف تھے ملکی سیاست میں ابتداء ہی سے مسلم لیگ سے وابستہ ہوئے اور آخر دم تک مسلم لیگی رہے۔

علم وفضل کے اعتبار سے مولانا سیالکوٹی جامع الکمالات تھے علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) جو عالم اسلام اور برصغیر پاک وہند کے نامور محقق و مورخ، دانشور، ادیب، نقاد اور بہت بڑے مصنف تھے مولانا سیالکوٹی کے علم وفضل کے معترف تھے۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی جماعتی خدمات بھی قدر کے قابل ہیں ۱۹۰۶ء/ ۱۳۲۴ھ میں جب آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس آرہ (مدراس) میں تشکیل ہوئی جس میں مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری رحمہ اللہ کو صدر اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا تو کانفرنس کو پورے ملک میں متعارف کرانے کے لیے ایک سہ رکنی کمیٹی تشکیل کی گئی جس کے ارکان تھے۔

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۹۱۹ء)

---

[1] چالیس علمائے اہلحدیث، ص:233

www.islamfort.com

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۹۴۸ء)

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۹۵۶)

مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کا مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے خاص تعلق تھا دونوں علمائے کرام ایک ساتھ مذہبی وسیاسی جلسوں میں شرکت کرتے تھے لیکن ان دونوں میں ایک فرق تھا۔ مولانا محمد ابراہیم غیور طبیعت اور سراپا جلال تھے اور مولانا ثناء اللہ نرم طبیعت اور سراپا جمال تھے۔

مولانا سیالکوٹی صاحب تصانیف کثیرہ تھے آپ نے تقریباً تمام موضوعات پر قلم اٹھایا قرآن کی تفسیر میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا سورۂ فاتحہ کی تفسیر بنام واضح البیان ایک ضخیم جلد میں لکھی ہے جو ۴۸۸ صفحات پر مشتمل ہے صرف ام الکتاب کی اتنی بسیط تفسیر میں کس قدر نکات بیان ہوئے ہوں گے مولانا سیالکوٹی نے صرف آیت ''إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ'' کی تفسیر دو جلدوں میں بعنوان ''شہادۃ القرآن'' تالیف فرمائی جو مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایسی گواہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو مردہ بتانے والے بھی ''كَذٰلِكَ يُحۡيِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰى وَيُرِيۡكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ'' پکار اُٹھے۔ (1)

تصانیف

مولانا سیالکوٹی کثیر التصانیف مصنف تھے ادیان باطلہ کی تردید میں ان کی تصانیف درج ذیل ہیں:

تردید عیسائیت

۱۔ کسر الصلیب
۲۔ عصمت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳۔ عصمت الأنبیاء
۴۔ عصمت ونبوت
۵۔ تعلیم القرآن
۶۔ تائید القرآن (1)

تردید آریہ سماج

المحقق (2)

---

(1) جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات، ص:186

(2) أیضاً: ص:699

www.islamfort.com

تردید قادیانیت

۱۔شہادۃ القرآن (۲ جلد)
۲۔الخبر الصحیح عن قبر المسیح
۳۔رسائل ثلاثہ
۴۔نزول الملائکۃ والروح علی الارض
۵۔مرزا غلام احمد کی بدکلامیاں
۶۔فصل خاتم النبوۃ لیوم الدعوۃ وجامعیۃ الشرعیۃ
۷۔مسلم العلوم الی اسرار الرسول
۸۔صدائے حق
۹۔کھلی چھی (۲ جز)
۱۰۔قادیانی حلف کی حقیقت
۱۱۔مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ
۱۲۔فیصلہ ربانی برمرزائے قادیانی
۱۳۔آئینہ قادیانی
۱۴۔قادیانی مذہب
۱۵۔مرقع قادیانی [1]

تردید منکرین حدیث

۱۔مناظرہ (یہ کتاب اس مناظرہ کی روئداد ہے جو مولانا سیالکوٹی اور مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے مابین بعنوان ''اطیعوا اللہ واطیعو ا الرسول'' ہوا تھا۔مولانا سیالکوٹی کا دعویٰ تھا کہ ''الرسول'' سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور چکڑالوی کا دعویٰ تھا کہ ''الرسول'' سے مراد قرآن ہے۔[2]

تردید شیعیت

۱۔الکواکب المضیۃ لازالۃ شبہات الشیعۃ
۲۔خلافت راشدہ
۳۔ فبهت الذی کفر [3]

وفات

مولانا محمد ابراہیم میر نے ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء/ ۲۶ جمادی الاولی ۱۳۷۵ھ سیالکوٹ میں رحلت

---

[1] ایضاً،ص:734-735

[1] ایضاً،ص:277

[3] ایضاً،ص:504-505

www.islamfort.com

فرمائی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔حضرت العلام مولانا حافظ عبد اللہ محدث روپڑی نے نماز جنازہ پڑھائی راقم کو بھی جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہے۔[1]

۷۔حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمہ اللہ

برصغیر کے علمائے اہلحدیث میں جن علمائے کرام نے فتنہ قادیانیت کا قلع قمع کرنے میں اپنی زندگیاں وقف کررکھی تھیں ان میں مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔

حافظ محمد ابراہیم نے مدرسہ غزنویہ امرتسر اور مسجد قدس امرتسر میں علوم عالیہ وآلیہ کی تعلیم حاصل کی ان کے اساتذہ میں:

مولانا عبد اللہ بھوجیانی ،مولانا عبد المجید ہزاروی ،مولانا محمد خاں ،مولانا نیک محمد امرتسری رحمہم اللہ اجمعین شامل ہیں۔

فن مناظرہ کی تحصیل شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری سے کی امرتسر کے بعد گوجرانوالہ تشریف لائے حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہم اللہ سے بھی استفادہ کیا۔

حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری ایک کامیاب مناظر تھے فتنۂ قادیانیت کے بارے میں ان کو بہت زیادہ واقفیت تھی خطابت میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا اور ان کا صحافت سے بھی تعلق رہا۔ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور اور ہفت روزہ اہلحدیث لاہور کے ایڈیٹر بھی رہے ۱۹۵۳ء کی قادیانی تحریک میں حصہ لیا اس تحریک میں اسیر زندان بھی رہے۔

تصانیف میں فتنۂ قادیانیت کی تردید میں ان کی تین کتابیں ہیں:

۱۔مرزا قادیانی کے دس جھوٹ ۲۔فسانہ قادیاں ۳۔ثناء اللہ اور مرزا

وفات

حافظ محمد ابراہیم نے ۱۹ جولائی ۱۹۸۹ء کو انتقال کیا اور پتوکی میں دفن ہوئے ان کی نماز جنازہ شیخ

---

[1] چالیس علمائے اہلحدیث،ص: 235

www.islamfort.com

الحدیث مولانا محمد عبداللہ (گوجرانوالہ) نے پڑھائی۔ حافظ عبدالقادر روپڑی نے قبر پر دعا کی۔ [1]

۸۔ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ

دار العلوم ندوۃ العلماء نے مختلف ادوار میں بڑے نامور اور اساطین علم وفن پیدا کئے جنہوں نے علوم اسلامیہ کی خدمت میں اپنی تمام زندگیاں صرف کر دی تھیں اور ان کی شہرت ومقبولیت برصغیر کے علاوہ عالم اسلام میں بھی ہوئی ان علمائے کرام میں علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا عبد السلام ندوی، مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی، مولانا مسعود عالم ندوی، مولانا محمد ناظم ندوی، مولانا سید ابو الحسن ندوی، مولانا محمد رئیس ندوی، مولانا حنیف ندوی رحمہم اللہ اجمعین شامل ہیں۔

مولانا محمد حنیف ندوی جید عالم دین، مفسر قرآن، محدث دوراں، فقیہ، مؤرخ، محقق، مبصر، دانشور، مفکر، مدبر، نقاد، ادیب، مبلغ، واعظ، خطیب ومقرر، فلسفی، معلم، متکلم، صحافی اور مصنف تھے علوم اسلامیہ کے بحر زخار، تفسیر، فقہ، حدیث، تاریخ، فلسفہ اور سیر وسوانح پر ان کا بہت وسیع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا عربی اور فارسی کی بلند پایہ کتابیں ان کے مطالعہ میں آتی تھیں ملکی سیاست سے پوری طرح باخبر تھے۔ برصغیر کی ادبی وملی اور سیاسی تحریکات سے پوری طرح باخبر اور ہر تحریک کے قیام کے پس منظر سے واقف تھے عالم اسلام کی تحریکات سے بھی پوری طرح باخبر تھے اور ہر تحریک کے بارے میں اپنی ایک ناقدانہ رائے رکھتے تھے۔

مولانا محمد حنیف ندوی ایک کامیاب مصنف بھی تھے صحافت سے بھی ان کا تعلق رہا۔ ۱۹۴۹ء میں جماعت اہل حدیث گوجرانوالہ نے ہفت روزہ الاعتصام جاری کیا تو اس کے پہلے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ تفسیر قرآن مجید سے بہت زیادہ شغف تھا فراغت تعلیم کے بعد جب مسجد مبارک اہل حدیث اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے خطیب مقرر ہوئے تو آپ نے نماز مغرب کے بعد پون گھنٹہ درس قرآن شروع کیا آپ کے درس میں کالجوں کے پروفیسر اور طلباء اور انگریزی تعلیم یافتہ حضرات شامل ہوتے تھے مولانا ظفر علی خاں جب لاہور میں قیام پذیر ہوئے تو باقاعدگی سے درس میں شریک ہوتے تھے۔

[1] چمنستانِ حدیث، ص:328

www.islamfort.com

مولانا محمد حنیف ندوی کی جماعتی خدمات بھی قدر کے قابل ہیں تقسیم ملک سے قبل آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس اور انجمن اہل حدیث پنجاب کی مجلس عاملہ کے رکن رہے تھے قیام پاکستان کے بعد جب مغربی پاکستان جمعیۃ اہل حدیث کا قیام عمل میں آیا تو اس کی مجلس عاملہ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں جب اکابرین جماعت اہلحدیث نے ایک مرکزی دار العلوم قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو اس دار العلوم کا نام مولانا محمد حنیف ندوی نے ''الجامعۃ السّلفیہ'' تجویز کیا اور یہی نام اتفاق رائے سے اکابرین جماعت اہلحدیث نے منظور کیا۔ (یہ دار العلوم فیصل آباد میں قائم ہوا اور اس وقت اللہ کے فضل وکرم سے اشاعت دین اسلام میں ہمہ تن مصروف عمل ہے)

مولانا محمد حنیف ندوی کے علم وفضل کا اعتراف اساطین علم وفن نے کیا ہے۔

پروفیسر سراج منیر مرحوم لکھتے ہیں کہ:

مولانا محمد حنیف ندوی کو علوم دینیہ کے تمام میدانوں میں یکسانیت حاصل تھی۔[1]

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ:

مولانا محمد حنیف ندوی صاحب تحقیق عالم تھے علوم اسلامیہ پر ان کی نظر وسیع تھی۔

پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ:

''مولانا محمد حنیف ندوی بڑے عالم فاضل، مورخ، محقق، فلسفی اور علوم قدیمہ وجدیدہ میں عبور رکھتے تھے ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ سیاسیات حاضرہ سے پوری طرح واقف تھے خوش اخلاق، وضعدار، اور مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے مولانا ظفر علی خاں سے بہت زیادہ متاثر تھے جب بھی ملاقات ہوتی مولانا ظفر علی خاں کے اشعار سننے کی فرمائش کرتے اور اشعار سن کر بہت محظوظ ہوتے تھے۔''

تصانیف

مولانا محمد حنیف ندوی کی تصانیف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

[1] ارمغان حنیف

www.islamfort.com

۱۔تفسیر سراج البیان
۲۔مسئلہ اجتہاد
۳۔افکار ابن خلدون
۴۔سرگزشت غزالی
۵۔تعلیمات غزالی
۶۔مکتوبات مدنی
۷۔افکار غزالی
۸۔عقلیات ابن تیمیہ
۹۔مسلمانوں کے عقائد وافکار (۲ جلد)
۱۰۔اساسیات اسلام
۱۱۔تہافۃ الاسلام (تلخیص وتفہیم)
۱۲۔مطالعہ قرآن
۱۳۔مطالعہ حدیث
۱۴۔لسان القرآن (۳ جلد)
۱۵۔چہرہ نبوت قرآن کے آئینہ میں
۱۶۔مرزائیت نئے زاویوں سے [1]

مولانا محمد حنیف ندوی کا عظیم کارنامہ

مولانا محمد حنیف ندوی کا عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے سب سے پہلے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا لیکن حکومت پاکستان نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں اس پر عمل درآمد کیا اور مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا۔

وفات

مولانا محمد حنیف ندوی نے ۱۲ جولائی ۱۹۸۷ء کو لاہور میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا إلیہ راجعون

۹۔علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ

اسلام ایک انسان میں کس قدر عظیم الشان انقلاب برپا کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں کام کرنے والوں کی مدد کرتا ہے اس کی مثال ہمارے سامنے علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیر شہید تھے کہ جنہیں دین اسلام اور مسلک اہلحدیث سے اس قدر محبت تھی کہ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

علامہ شہید کا شمار عربی زبان کے نمایاں ادیبوں میں ہوتا تھا عجمی ہونے کے باوجود عربی زبان میں اس قدر مہارت پیدا کرلی تھی کہ اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا تھا کہ آپ عجمی میں علامہ شہید نامور خطیب

[1] چالیس علمائے اہلحدیث، ص:372

www.islamfort.com

تھے اور صرف اردو زبان کے نہیں بلکہ عربی اور انگریزی زبان میں خطابت کے شہسوار تھے بغداد (عراق) میں آپ نے ایک تاریخی خطاب کیا اور اس اجتماع میں عراق کے صدر صدام حسین بھی موجود تھے علامہ شہید کا خطاب سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ کرسی اُٹھ کر علامہ کا منہ چوم لیا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید تقریر وتحریر میں بے مثال تھے ان کی خطابت کا اعتراف مشہور صحافی آغا شورش کاشمیری مرحوم (جو خود بہت بڑے خطیب تھے) نے کیا ہے:

علامہ شہید علوم اسلامیہ کا بحر زخار تھے تمام علوم عالیہ وآلیہ پر وسیع نظر تھی ملکی اور عالمی سیاست سے پوری طرح باخبر تھے۔ ان جیسا جہاندیدہ انسان صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید علامہ اقبال رحمہ اللہ کے اس شعر کے مصداق تھے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علامہ شہید اپنے مسلک اہلحدیث میں بہت زیادہ متشدد تھے اور اس معاملہ میں وہ اپنے آپ میں معمولی سی لچک بھی پیدا نہیں کرتے تھے اور حدیث نبوی ﷺ سے ان کی محبت مثالی تھی اور حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے حدیث نبوی ﷺ سے ان کی محبت اور شغف کا ایک واقعہ حسب ذیل ہے۔

غالباً ۱۹۸۲، ۱۹۸۳ میں علامہ شہید پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی مرحوم کی دعوت پر ایک تبلیغی پروگرام کے سلسلہ میں سوہدرہ تشریف لائے آپ کے ہمراہ مولانا عطاء الرحمان مرحوم بن شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری اور مولوی نذیر احمد سبحانی بھی تھے۔ حکیم صاحب کے ہاں رات کا کھانا کھایا اور کچھ دیر آرام کرنے کے لیے علیحدہ کمرے میں چلے گئے۔ راقم ملاقات کے لیے حاضر ہوا بڑی محبت سے ملے اور خیریت دریافت کی۔ راقم نے ایک مضمون مولانا حمید الدین فراہی پر ماہنامہ ترجمان الحدیث میں اشاعت کے لیے بھیجا ہوا تھا لیکن ابھی تک وہ شائع نہیں ہوسکا تھا۔ راقم نے اس کے بارے میں دریافت کیا علامہ شہید نے فرمایا:

عراقی صاحب میں آپ کا مضمون اپنے ہمراہ لانا بھول گیا وہ مضمون میں ترجمان الحدیث میں

www.islamfort.com

شائع نہیں کرسکتا اس لیے کہ مولانا فراہی کا نظریہ حدیث سلف صالحین جیسا نہیں ہے۔ کیا آپ نے مولانا محمد اسمعیل سلفی رحمہ اللہ کی کتاب ''جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث'' کا مطالعہ نہیں کیا اس میں مولانا سلفی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مولانا فراہی کو ہم منکرین حدیث کے گروہ میں شامل نہیں کرتے لیکن ان کی تحریکوں سے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استخفار ظاہر ہوتا ہے جس سے منکرین حدیث کو تقویت پہنچ سکتی ہے۔

اور میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرسکتا۔

اس کے بعد علامہ شہید نے فرمایا:

میں آپ کا مضمون واپس بھیج دوں گا آپ مضمون حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب کو بھیج دیں وہ آپ کا مضمون اپنے رسالہ المنبر میں شائع کردیں گے چنانچہ علامہ شہید نے مضمون مجھے واپس بھیج دیا اور راقم نے حکیم اشرف کو بھیج دیا اور انہوں نے المنبر میں شائع کردیا۔

تصانیف

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید عربی، فارسی، اردو اور انگریزی زبانوں کے مصنف تھے ان کی زیادہ تر تصانیف عربی زبان میں ہیں اور ان کا موضوع ''فرق'' ہے تفصیل حسب ذیل ہے:

عربی کتابیں

1. الشیعه واهل بیت
2. الشيعة والسنة
3. الشيعة والتشيع
4. الشيعة والقرآن
5. البريلوية
6. القاديانية
7. البهائية
8. البابية
9. التصوف
10. الاسماعيلية
11. بين الشيعة واهل السنة
12. دارسة فى التصوف

فارسی کتابیں

الشيعة والسنة

www.islamfort.com

اردو کتابیں

۱۔الشیعہ والقرآن　۲۔البریلویۃ　۳۔الاسماعیلیۃ

۴۔الشیعہ واھل بیت　۵۔الشیعہ والسنۃ　۶۔اسلام اورمرزائیت

۷۔نمازنبوی　۸۔سقوط ڈھاکہ　۹۔سفرنامہ حجاز

انگریزی کتابیں

۱۔القادیانیۃ　۲۔الشیعۃ والسنۃ

القادیانیۃ کا تعارف

یہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی مشہور کتاب ہے جو آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تالیف کی۔اس کتاب کی تالیف پر مفتی اعظم سعودی عرب ووائس چانسلر شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ

احسان الٰہی ظہیر!

آپ اس کتاب پر اپنے نام کے ساتھ فاضل مدینہ یونیورسٹی لکھ دیں۔

حالانکہ علامہ شہید اس وقت طالب علم تھے۔کتاب کے آغاز میں علامہ السید محمد المنتصر الکتانی سابق رئیس شعبہ علوم القرآن والسنۃ جامعہ دمشق اور شیخ عطیہ محمد سالم استاذ الفقہ والادب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی تقاریظ شامل ہیں۔

یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے:

۱۔قادیانیت استماری حربہ

۲۔قادیانیت اورمسلمان

۳۔متنبی قادیانی کی طرف سے انبیاء وصلحاء کی توہین

۴۔متنبی قادیانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مماثلت وعظمت (معاذاللہ)

۵۔قادیانیت اوراس کے عقائد

www.islamfort.com

۶۔قادیانی متنبی اور تاریخ

۷۔متنبی قادیانی اور پیشین گوئیاں

۸۔قادیانیت اور مسیح مدعود

۹۔قادیانی زعماء اور فرقے

۱۰۔ختم نبوت اور قادیانی تحریفات

یہ کتاب اب تک (36) مرتبہ شائع ہوچکی ہے۔

البریلویہ

یہ کتاب برصغیر (پاک وہند) کے فرقہ بریلوی کے حالات وعقائد پر مشتمل ہے اس کے پانچ ابواب، علامہ شہید کا مقدمہ اور الشیخ عطیہ محمد سالم کی تقریظ ہے۔ابواب کی تفصیل یہ ہے:

۱۔بریلویت تاریخ اور اس کا بانی

۲۔بریلوی عقائد

۳۔بریلویت اور اس کی تعلیمات

۴۔بریلویت اور مسلمانوں کی تکفیر

۵۔بریلویت اور خرافات

یہ کتاب اب تک (13) مرتبہ چھپ چکی ہے اور اس کا اُردو ترجمہ ”بریلویت“ کے نام سے ہوچکا ہے۔

شہادت

۲۳ مارچ ۱۹۸۸ء کو قلعہ لچھمن سنگھ راوی روڈ لاہور میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر ایک اجتماع میں خطاب کررہے تھے کہ بم کا دھماکہ ہوا اور شدید زخمی ہوگئے۔

۲۹ مارچ ۱۹۸۸ کو خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ہدایت پر فیصل ملٹری ہسپتال الریاض (سعودی عرب) پہنچایا گیا جہاں ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

انا للہ وانا إليه راجعون

www.islamfort.com

تدفین بقیع الغرقد کے قبرستان مدینہ منورہ میں امام دارالہجرۃ مالک بن انس رحمہ اللہ کے پہلو میں ہوئی۔اللھم اغفرہ وارحمہ ومثواہ الجنۃ الفردوس

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

۱۰۔مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے مورخ، محقق، عظیم المرتبت محدث فقید المثال، عالم وفقیہ، متکلم، معلم، زیرک، مقرر، ادیب، دانشور، نقاد، صاحب فہم وبصیرت، مصنف اورعلم وادب کے مختلف گوشوں پر وسیع اور ناقدانہ نظر رکھتے تھے۔حدیث، فقہ الحدیث اور اسماء الرجال پر ان کی وسیع معلومات تھیں۔فقہ المذاہب الاربعہ اورفقہ جعفریہ پر بھی ان کا مطالعہ وسیع تھا۔ان کا سن ولادت ۱۹۳۴ء ہے جائے ولادت مشرقی پنجاب کے ضلع فیروز پور کا قصبہ ''چک بدھو'' ہے والد محترم کا اسم گرامی حاجی نظام الدین ہے۔

آپ نے علوم اسلامیہ کی تحصیل مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ (ضلع فیصل آباد) جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں کی آپ نے جن اساتذہ کرام سے علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔مولانا محمد صادق خلیل فیصل آبادی (م ۲۰۰۴ء)

۲۔مولانا پیر محمد یعقوب قریشی (م ۲۰۰۳ء)

۳۔مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی (م ۱۹۹۱ء)

۴۔مولانا شریف اللہ خاں سورتی (م ۱۹۷۷ء)

۵۔مولانا پروفیسر غلام احمد حریری (م ۱۹۹۰ء)

۶۔حضرت العلام محدث العصر حافظ محمد گوندلوی (م ۱۹۸۵ء)

مولانا جانباز نے فراغت تعلیم کے بعد درس وتدریس کا آغاز کیا اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ان کا

www.islamfort.com

تقرر ہوا اور ساتھ ہی جامعہ سلفیہ کی لائبریری کے انچارج بھی بنائے گئے کچھ مدت کے بعد جامعہ سلفیہ سے استعفیٰ دے کر سیالکوٹ تشریف لے آئے اور جامعہ ابراھیمیۃ میانہ پور میں تدریس فرمانے لگے۔ سیالکوٹ میں آپ کی تدریسی عمر نصف صدی تک محیط ہے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف سے بھی غافل نہیں رہے آپ نے مختلف موضوعات پر 35 کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں (جوسب مطبوع ہیں) آپ کی یہ کتابیں آپ کے وسعت مطالعہ، علمی تبحر اور عمدہ ذوق کی آئینہ دار ہیں۔

اخلاق وعادات کے اعتبار سے مولانا محمد جانباز رحمہ اللہ نہایت پاکیزہ انسان تھے عزت، شرافت، قناعت اور وجاہت ان کی سیرت کا خاص جوہر تھا۔ زہد وورع ،تقویٰ وطہارت اور شمائل اخلاق میں سلف صالحین اور علمائے ربانیین کے اوصاف کے حامل تھے اور یہ حقیقت ہے اس میں ذرّہ برابر بھی مبالغہ آرائی نہیں۔

میں نے علماء میں ایسا شریف، ایسا نیک باطن، ایسا دور اندیش، ایسا فیاض، ایسا سادہ مزاج، اس پر ایسا مستقل مزاج، خوش اخلاق، شیریں گفتار، باغ وبہار، ایسا خشک اور ایسا تر آدمی نہیں دیکھا ایسا متقی وپرہیزگار اور ساتھی ہی ایسا وسیع المشرب اور وسیع الاخلاق وہ مذہبی تھے اور سخت مذہبی آپ بہت زیادہ متبع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ حق گوئی اور بیباکی کے وصف میں امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔

راقم کے تقریباً 30-32 سال سے تعلقات تھے ان جیسا بلند اخلاق وکردار کا حامل عالم دین میں نے نہیں دیکھا بہت زیادہ مہمان نواز اور شرافت کا مجسمہ تھے۔

مولانا جانباز قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے روشن فکر اور دردمند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا ذہین وذکاوت کے ساتھ غیر معمولی حافظہ کی نعمت سے سرفراز تھے۔

ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا علمی ودینی مسائل کی تحقیق میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا تاریخ پر گہری اور تنقیدی نظر رکھتے تھے عربی ادب کے بہترین انشا پرداز تھے اور ان کی عربی وارد وتحریر میں سلاست اور روانی ہوتی تھی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ ھ) حافظ ابن قیم (م ۷۵۱ ھ) حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ ھ) امام

www.islamfort.com

محمد بن علی شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی (۱۳۰۷ھ) کی تصانیف کے شیدائی اور دلدادہ تھے۔

برصغیر کے علمائے حدیث میں امام شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) اور ان کے صاحبزادہ گرامی مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) مولانا ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادی صاحب عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد (م ۱۳۲۹ھ) مولانا محمد عبدالرحمان محدث مبارک پوری صاحب تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی (م ۱۳۵۳ھ) شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) امام العصر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (۱۳۷۵ھ) بطل حریت اور خاندان غزنویہ امرتسر کے گل سرسید مولانا سید محمد داؤد غزنوی (م ۱۹۶۳ء) شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی (م ۱۹۶۸ء) محقق شہیر مولانا ابوالطیب محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۹۸۷ء) سے بہت زیادہ متاثر تھے اور ان علمائے کرام کی دینی وعلمی، قومی وملی اور تصنیفی وسیاسی خدمات کے بہت زیادہ معترف تھے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) کے علم وفضل اور ان کی تصانیف کے بارے میں اکثر راقم سے دوران گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی تصانیف کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سید صاحب عمدہ ذوق کے حامل اور تاریخ سے ان سے گہری واقفیت رکھتے تھے اور بہت زیادہ تحقیق کے حامل تھے ان کے تاریخی، ادبی اور مذہبی مقالات پڑھنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مطالعہ بہت گہرا تھا۔

مولانا جانباز اپنے اساتذہ میں مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی (م ۱۹۹۱ء) اور حضرت العلام شیخ العرب والعجم محدث کبیر امام الحافظ محمد گوندلوی (م ۱۹۸۵ء) سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور ان کے علم وفضل اور خدمات علمیہ کے بہت زیادہ معترف تھے۔

مولانا جانباز رحمہ اللہ میں یہ خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی کہ علم اور تقویٰ جن حضرات میں انہیں نظر آتا تھا بڑی فیاض اور کھلے دل سے بھری مجلس میں اس کا اعتراف کرتے تھے۔

دور حاضر کے علماء میں مولانا ارشاد الحق اثری، حافظ صلاح الدین یوسف، مولانا محمد اسحاق بھٹی، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور ان کے برادر اصغر ڈاکٹر فضل الٰہی اور مولانا فاروق الراشدی کے علم وفضل اور

www.islamfort.com

ان کی دینی خدمات کے معترف تھے اپنے دیرینہ ساتھی اور دوست مولانا عطاء الرحمان اشرف کے بھی بہت زیادہ قدردان تھے۔

تصانیف

مولانا جانباز رحمہ اللہ کی تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔اہمیت نماز	۲۔ارکانِ اسلام
۳۔آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۴۔دوران خطبہ جمعہ اور دو رکعت تحیۃ المسجد کا حکم
۵۔معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۶۔احکام سفر
۷۔شرح اربعین ابراہیمی	۸۔عمدۃ التصانیف شرح نخبۃ الاحادیث
۹۔احکام طلاق	۱۰۔احکام نکاح
۱۱۔تاریخ پاکستان اور حکمرانوں کا کردار	۱۲۔توہین رسالت کی شرعی سزا
۱۳۔اسلام میں صلہ رحمی کی اہمیت	۱۴۔احکام ومسائل قربانی
۱۵۔احکام دعا اور توسل	۱۶۔احکام عدت
۱۷۔مشورہ اور استخارہ	۱۸۔رزق حلال اور رشوت
۱۹۔احکام نذر وقسم	۲۰۔صفات مومن
۲۱۔رمضان المبارک کیسے گزاریں؟	۲۲۔صلوٰۃ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۳۔احکام وقف وہبہ	۲۴۔ووٹ کی شرعی حیثیت
۲۵۔حرمت متعہ بجواب جواز متعہ	۲۶۔حرمت متعہ
۲۷۔مسائل عیدالاضحیٰ اور قربانی	۲۸۔نضحات العطر بتحقیق مسائل عیدالفطر
۲۹۔احکام وتر	۳۰۔عورت کا سیاست میں حصہ لینے کی شرعی حیثیت
۳۱۔قسطوں پر خرید وفروخت کا شرعی حکم	۳۲۔بستیوں میں نماز جمعہ
۳۳۔تحفۃ الوریٰ فی تحقیق مسائل عیدالاضحیٰ	۳۴۔مسائل حج اور مسنون دعائیں

www.islamfort.com

۳۵۔ شرح اربعین ثنائی [1]

انجاز الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ (عربی)

سنن ابن ماجہ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید (م ۲۷۳ھ) کی تصنیف ہے اور کتب ستہ میں شامل ہے اور دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے اس کتاب کو فقہی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے اس میں 32 کتب 1500 ابواب اور 4000 احادیث درج ہیں۔

انجاز الحاجۃ 12 جلدوں میں ہے اس کو مکتبہ قدوسیہ لاہور نے شائع کیا ہے اس کا دوسرا ایڈیشن 9 جلدوں میں پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ نے اسلام آباد سے شائع کیا ہے کتاب کے آغاز میں ایک علمی و تحقیقی مقدمہ ہے جو ایک سو صفحات پر مشتمل ہے۔ مقدمہ سے پہلے ''تقدیم الکتاب'' کے عنوان سے حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کا ایک تحریر کردہ ہے جس میں برصغیر کے علمائے اہل حدیث کی دینی و علمی اور حدیثی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ حافظ صاحب کی یہ تحریر 18 صفحات پر محیط ہے۔ (صفحہ 3 تا 21)

مقدمہ شارح

یہ مقدمہ 6 فوائد پر مشتمل ہے:

فائدہ نمبر 1: علم حدیث کی تعریف (موضوع اور غرض و غایت)

فائدہ نمبر 2: تدوین حدیث کی تاریخ

فائدہ نمبر 3: کتابت حدیث کے متعلق مزید بحث

فائدہ نمبر 4: سنت کا مقام و مرتبہ

فائدہ نمبر 5: برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کی اشاعت کے بیان میں

فائدہ نمبر 6: امام ابن ماجہ کے حالات زندگی

---

[1] مولانا محمد علی جانباز احوال و آثار و افکار، ص: 16-17

www.islamfort.com

فائدہ نمبر 5 کی تفصیل

اس فائدہ میں ان علمائے حدیث کا ذکر ہے جو بلاد ہند میں تشریف لائے۔

۱۔موسی بن یعقوب ثقفی رحمہ اللہ
۲۔یزید بن ابی کبشہ دمشقی رحمہ اللہ
۳۔ابوموسیٰ اسرائیل بن موسیٰ بصری رحمہ اللہ
۴۔ابوحفص ربیع بن صبیح سعدی رحمہ اللہ

سندھ اور ملتان کے علمائے عظام اور محدثین کرام

۱۔ابومعشر نجیح بن عبدالرحمان سندی ثم مدنی (م ۱۷۰ھ)

۲۔ابوعبداللہ محمد بن رجا سندی (م ۲۴۶ھ

۳۔حافظ ابوبکر محمد بن رجا سند (م ۲۸۶ھ)

۴۔محدث ابوالعباس احمد بن محمد بن صالح منصوری رحمہ اللہ

۵۔ابومحمد عبداللہ بن جعفر منصوری (م ۳۲۲ھ)

۶۔ابوالعباس احمد بن عبداللہ دیبلنی (م ۳۴۳ھ)

۷۔ابوالعباس محمد بن محمد بن عبداللہ الوراق دیبلنی (م ۲۵۴ھ)

۸۔ابوجعفر بن خطاب القزداری سندی (م قبل ۵۰۰ھ)

۹۔ابوداؤد سیبویہ بن اسمعیل بن ابی داؤدواحدی القزداری (م ۴۶۰ھ)

سلطان محمود غزنوی کے عہد سعادت میں لاہور میں مقیم علمائے کرام

۱۔شیخ محدث اسمعیل لاہوری (م ۴۴۸ھ)

۲۔شیخ ابوالحسن علی بن عمرو بن حکم لاہوری (۵۲۹ھ)

۳۔امام محدث ابوالفضل رضی الدین حسن بن محمد بن حسن بن حیدر بن علی عدوی عمری صنعانی لاہوری (م ۵۷۷ھ)

شیخ علاء الدین علی متقی ہندی (م ۹۷۵ھ) اور ان کے تلامذہ

شیخ علی متقی:

ولادت: ۸۸۵ھ۔وفات: ۹۷۵ھ

www.islamfort.com

تالیف: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال

تلامذہ

۱۔محدث عبداللہ بن سعد متقی سندی (م ۹۸۴ھ)

۲۔شیخ برخودار سندی (م ۹۹۴ھ)

۳۔شیخ محدث ابراہیم قادری اکبر آبادی

۴۔شیخ محدث عبدالوہاب بن ولی اللہ بدر برھان پوری

۵۔شیخ محدث عبدالحق دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)

۶۔شیخ شاہ محمد بن فضل برھان پوری

۷۔شیخ ابراہیم غیاث پوری

۸۔شیخ علامہ محمد بن طاہر پٹنی (م ۹۸۶ھ)

حدیث اور متعلقات حدیث میں ان کی حسبِ ذیل تالیفات ہیں:

۱۔مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار

۲۔قانون الموضوعات والضعفاء فی ضبط الاخبار الموضوعۃ والرجال الضعفاء

۳۔تذکرۃ الموضوعات

۴۔حواشی علی صحیح بخاری

۵۔حواشی علی صحیح مسلم

۶۔حواشی علی مشکوۃ المصابیح

۷۔الاربعین

۸۔المغنی فی ضبط أسماء الرجال ومعرفۃ کنی الرواۃ والقابھم وأنسابھم

۹۔مقاصد الاصول علی الصحاح الستۃ

www.islamfort.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)

تالیفات:

۱۔ اشعة اللمعات فی شرح مشکوۃ (فارسی)
۲۔ لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ مشکوۃ المصابیح (عربی)
۳۔ جامع البرکات منتخب شرح مشکوۃ (عربی)

شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)

تالیفات:

۱۔المسوی من احادیث المؤطا (امام مالک) (عربی)
۲۔المصفیٰ من شرح المؤ طا (فارسی)
۳۔ شرح ابو اب صحیح بخاری (عربی)

شاہ ولی اللہ دہلوی کے صاحبزادگان عالی مقام

۱۔شاہ عبدالعزیز دہلوی (۱۱۵۹ھ وفات ۱۲۳۹ھ)
۲۔شاہ رفیع الدین (۱۱۶۳ھ وفات ۱۲۳۳ھ)
۳۔شاہ عبدالقادر (۱۱۶۷ھ وفات ۱۲۳۰ھ)
۴۔شاہ عبدالغنی (۱۱۷۰ھ وفات ۱۲۲۷ھ) والد گرامی شاہ اسمعیل شہید دہلوی ۱۲۴۶ھ
شاہ محمد اسحاق دہلوی بن شیخ محمد افضل فاروقی نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی (۱۱۹۲ھ وفات: ۱۲۶۲ھ)

حضرت میاں صاحب کے تلامذہ

۱۔عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ)
۲۔مولانا بدیع الزمان حیدر آبادی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ)

www.islamfort.com

۳۔مولانا وحید الزمان حیدر آبادی لکھنوی (م ۱۳۳۸ھ)

۴۔مولانا امیر حسن سہسوانی (م۱۲۹۱ھ)

۵۔مولانا امیر احمد سہسوانی (م۱۳۰۶ھ)

۶۔مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی (م۱۳۱۱ھ)

۷۔مولانا عبدالوہاب ملتانی دہلوی (م۱۳۱۷ھ)

۸۔مولانا شیخ ابو عبدالرحمان محمد پنجابی

۹۔مولانا شیخ ابوالنصر عبدالغفار مہرانوی (م۱۳۱۵ھ)

۱۰۔مولانا ابو محمد ابراہیم آروی (م۱۳۱۹ھ)

۱۱۔مولانا محمد سعید بنارسی (م ۱۳۲۲)

۱۲۔مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م۱۳۶۹ھ)

۱۳۔مولانا ابوالحسن محمد سیالکوٹی (م ۱۳۳۵ھ)

۱۴۔مولانا ابو یحییٰ محمد بن کفایت اللہ شاہجاں پوری (م ۱۳۳۸ھ)

۱۵۔مولانا محمد بشیر سہسوانی (م۱۳۲۶ھ)

۱۶۔مولانا ابوالطیب شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م۱۳۲۹ھ)

۱۷۔مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ)

۱۸۔مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م۱۳۳۶ھ)

۱۹۔مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ)

۲۰۔مولانا سید احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ)

۲۱۔مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ)

۲۲۔مولانا سید عبدالعزیز صمدنی (م۱۳۴۱ھ)

۲۳۔مولانا فقیر اللہ پنجابی مدراسی (م۱۳۴۱ھ)

۲۴۔مولانا عبدالسلام مبارک پوری (م۱۳۲۴ھ)

www.islamfort.com

۲۵۔مولانا عبدالحکیم نصیر آبادی (م ۱۳۲۶ھ)

۲۶۔مولانا ابوتراب رشداللہ شاہ بن مولانا رشید الدین شاہ (م ۱۳۲۵ھ)

۲۷۔مولانا عبدالجبار عمر پوری (م ۱۳۳۴ھ)

۲۸۔مولانا ابوالمکارم محمد علی مئوی (م ۱۳۵۲ھ)

۲۹۔مولانا محمد عبدالرحمان محدث مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ)

۳۰۔مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م ۱۳۶۲ھ)

۳۱۔مولانا حافظ عبدالتواب محدث ملتانی (م ۱۳۶۶ھ)

۳۲۔شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ)

۳۳۔مولانا محمد نعمان بن عبدالرحمان مئوی (م ۱۳۷۱ھ)

۳۴۔مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ)

حضرت میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ کے تلامذہ کا تذکرہ

مولانا عبدالوہاب ملتانی صدری دہلوی کے تلامذہ

۱۔مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی (م ۱۳۶۰ھ)

۲۔مولانا شیخ احمد بن محمد دہلوی

۳۔مولانا عبدالستار صدری دہلوی (م ۱۹۶۶ء)

اُستاد پنجاب حافظ الحدیث عبدالمنان وزیر آبادی کے تلامذہ

۱۔مولانا حافظ ابوعبداللہ محمد گوندلوی (م ۱۴۰۴ھ)

۲۔مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی (م ۱۳۸۴ھ)

۳۔شیخ الحدیث مولانا محمد اسمعیل سلفی (م ۱۳۸۷ھ)

اس سلسلہ کے مزید علمائے کرام

۱۔مولانا سید ابوالخیر حسنی رائے بریلوی (م ۱۹۷۰ء)

۲۔مولانا عبدالسلام بستوی (م ۱۹۷۴ء)

www.islamfort.com

۳۔مولانا نذیر احمد عراقی املوی (م ۱۹۶۵ء)

۴۔مولانا ابوالحسن عبیداللہ رحمانی مبارک پوری (م ۱۹۹۴ء)

۵۔مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری (م ۲۰۰۷ء)

۶۔مولانا ابوالطیب محمد عطاءاللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۹۸۷ء)

۷۔مولانا محمد داؤد راز دہلوی (م ۱۴۰۲ء)

۸۔مولانا شیخ ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی (م ۱۹۹۲ء)

۹۔مولانا شیخ عبدالصمد شرف الدین[1] (م ۱۹۹۶ء)

انجاز الحاجہ کے بارے میں علمائے کرام کی آراء

پاکستان کے علمائے اہل حدیث نے انجاز الحاجہ کے بارے میں مطالعہ کے بعد اپنے تاثرات بیان کئے ہیں ان میں چند نامور اور صاحب تحقیق علمائے کرام نے اپنے تاثرات تحریری طور پر بیان کئے ہیں جن میں چند ایک کے ذیل میں مختصراً درج کئے جاتے ہیں (عراقی)

مکتبہ دارالسلام:

مکتبہ دارالسلام دینی و اسلامی کتب کا بین الاقوامی اشاعتی ادارہ ہے اس کی برانچیں اسلامی و مغربی ممالک میں ہیں لاہور برانچ کے ایک رکن (عالم دین) انجاز الحاجہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"انجاز الحاجه بشرح سنن ابن ماجه" یہ شرح پاکستان کے نامور سلفی عالم دین الشیخ الاستاد محمد علی جانباز رحمہ اللہ نے عربی میں لکھی ہے۔ یہ انتہائی مفید اور جامع شرح ہے اس میں انہوں نے ہر حدیث کی تخریج کے بعد اس کی صحت وضعف کا حکم لگایا ہے حدیث میں آنے والوں راویوں کے مختصر حالات زندگی بیان کئے ہیں۔ اسماء الرجال اور اماکن کا ضبط کیا ہے۔ امام ابن ماجہ کی روایت کردہ حدیث کی ہم معنی و دیگر روایات بھی نقل کر دی ہیں نیز

---

[1] ماخذ از شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز (احوال، افکار، آثار) مرتبہ عبدالحنان جانباز، ابوعمر سوہدروی

www.islamfort.com

شرح کرتے ہوئے مذاہب فقہاء کا ذکر ان کی مستند کتابوں سے کیا ہے اور ہر فقیہ کے دلائل کا قرآن وسنت کی رو سے غیر جانبداری کے ساتھ تجزیہ کرنے کے بعد راجح موقف کا ذکر بھی کیا ہے اور ہر جلد کے آخر میں اعلام المترجمین کی فہرست بھی دی گئی ہے ان تمام خصوصیات کی وجہ سے یہ شرح واقعی نہایت عمدہ جامع اور افادیت کی حامل ہے یہ شرح 12 ضخیم جلدوں میں منظر عام پر آچکی ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کے شارح کو اجر جزیل عطا فرمائے (آمین)[1]

ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ

خدمت حدیث کے حوالے سے مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ کی تالیف انجاز الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ ایک عظیم الشان علمی وتحقیقی کارنامہ اور شروح حدیث میں قابل قدر اضافہ ہے اُمید کی جاسکتی ہے کہ وہ جماعت اہلحدیث کی اولیات میں شمار ہوگی ۔[2]

حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ

اس شرح میں شارح علیہ الرحمۃ نے درج ذیل 8 نکات کا التزام کیا ہے۔

۱۔ ہر حدیث کا نمبر لگایا ہے

۲۔ ہر حدیث کی تخریج کی ہے۔

۳۔ ہر راوی کا ترجمہ اور اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا بیان

۴۔ ہر جلد کے آخر میں مذکور الترجمہ اعلام، رجال اور رواۃ کی فہرست

۵۔ اکثر مقامات پر اسماء الرجال اور اسماء اماکن کو حروف وحرکات میں ضبط کیا گیا ہے۔

۶۔ ہر حدیث میں زیادات کا اندراج

۷۔ فقہی مسائل میں فقہائے کرام کے مذاہب کا بیان

---

[1] سنن ابن ماجہ مترجم مطبوعہ دارالسلام لاہور 1 / 48

[2] شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز (احوال آثار افکار)، ص:678

www.islamfort.com

۸۔ ہر فقیہ کے کتاب وسنت سے دلائل پھر متن واسناد ان دلائل پر کلام کیا ہے، نیز راجح مذہب ومسلک کا بیان دلائل کے ساتھ [1]

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

سنن ابن ماجہ کا شمار کتب ستہ میں ہوتا ہے جو امہات الکتب کا درجہ رکھتی ہیں اسی اہم کتاب کی شرح کا بیڑا ہمارے مولانا جانباز نے اُٹھایا پہلے اس کا ایک طویل مقدمہ لکھا جو تقریباً 100 صفحات کو محیط ہے اور 6 فوائد پر مشتمل ہے۔

فائدہ اول میں حدیث کی تعریف، موضوع اور اس کی غایت ومقصد پر بحث ہے۔

فائدہ دوم میں تاریخ تدوین حدیث ہے

فائدہ سوم میں کتابت حدیث کے جواز وعدم جواز پر بحث ہے۔

فائدہ چہارم میں حدیث کے مقام ومرتبہ اور اس کی حجیت کی تفصیل ہے۔

فائدہ پنجم میں برصغیر پاک وہند میں علم حدیث کے شیوخ اور اساطین محدثین کا ذکر ہے۔

فائدہ ششم میں امام ابن ماجہ کے حالات اور ان کا سنن کا تعارف اور سنن ابن ماجہ کی شروح وحواشی وغیرہ کا ذکر ہے۔ اور اس ضمن میں انہوں نے امام ابن ماجہ تک اپنی سند بھی بیان کی ہے۔ [2]

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ کی سب سے بڑی خدمت کتب ستہ میں شامل سنن ابن ماجہ کی عربی شرح ہے جو 12 جلدوں میں ''انجاز الحاجہ'' کے نام سے شائع ہوئی ہے یہ ان کی سالہا سال کی علمی کاوش کا نتیجہ ہے سنن اربعہ (ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) میں سے ابن ماجہ کی شروح وتعلیقات پر دوسری کتابوں کے مقابلہ میں اہل علم نے کم اعتناء کیا ہے حالانکہ سنن اربعہ میں سے اسی میں ضعیف احادیث کی تعداد زیادہ ہے اس لیے اس کی

---

[1] شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز (احوال آثار افکار) ص:686-687

[2] أیضاً، ص:690

www.islamfort.com

احادیث کی تحقیق اور جانچ پرکھ بہت ضروری تھی لیکن یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے مولانا جانباز مرحوم کے لیے مقدر کر رکھی تھی چنانچہ وہ اس کی شرح و تحقیق کے شرف سے مشرف ہوئے۔ تقبل اللہ جھودہ المبارکۃ [1]

پروفیسر حافظ عبد الستار حامد وزیر آبادی حفظہ اللہ

مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ نے بہت سی تالیفات و تصنیفات علمی یادگار چھوڑی ہیں مگر سنن اربعہ میں سے ایک مشہور معروف کتاب ''انجاز الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ'' ان کی بے مثال ولاجواب تصنیف اور عظیم علمی شاہکار ہے مولانا کی یہ کتاب 12 ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس کی ترتیب و تدوین میں مولانا جانباز رحمہ اللہ نے اپنی عمر عزیز کے قیمتی سال صرف کر کے بڑی محنت و جانفشانی اور حسن ترتیب سے علمی مواد جمع فرمایا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ خدمت حدیث کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ جزاه الله عنا وعن جميع المسلمين [2]

مولانا حافظ ریاض احمد عاقب اثری حفظہ اللہ

انجاز الحاجہ بہت سی خصوصیات کی حامل شرح ہے مثلاً:

۱۔ مولانا جانباز نے رواۃ حدیث کا مختصر تعارف کرایا ہے جرح و تعدیل کی معتمد اور مستند کتب سے علمائے کرام اور محدثین عظام کے اقوال بیان کیے۔

۲۔ حدیث کی شرح بسط و تفصیل سے کی ہے فقہی مسائل کے استنباط، مشکل احدیث اور غریب حدیث کو بیان کرنے میں متقدمین و متاخرین شارحین حدیث پر اعتماد کیا ہے مثلاً: امام خطابی، امام نووی، حافظ ابن حجر، علامہ عینی، علامہ سیوطی، امام ابو بکر بن العربی، علامہ شمس الحق ڈیانوی، علامہ عبد الرحمن مبارک پوری، علامہ عبید اللہ رحمانی، علامہ عطاء اللہ حنیف

---

[1] أیضاً ص:698

[2] أیضاً ص:708

www.islamfort.com

بھوجیانی رحمہم اللہ اجمعین [1]

۳۔اختلافی مسائل میں فقہاء ومحدثین کے اختلاف واقوال کے دلائل سے بیان فرمایا ہے۔

۴۔باطل نظریات کی تردید کی ہے۔

۱۔تردید رافضیت ۲۔تردید خوارج ومعتزلہ

۳۔تردید قادیانیت ۴۔تردید منکرین حدیث [2]

خلاصہ کلام

بلاشبہ انجاز الحاجہ کا شمار حدیث کی اہم شروحات میں ہوتا ہے اور مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ کا شمار مسلک سلف صالحین ومحدثین کے نمائندہ علماء میں ہوتا ہے شروحاتِ حدیث کی تاریخ ''انجاز الحاجہ'' کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی اور برصغیر کے علمائے حدیث میں مولانا جانباز کا نام گرامی ہمیشہ درخشاں رہے گا آنے والے مؤرخین اس حقیقت کو ضرور تسلیم کریں گے۔ [3]

وفات

مولانا محمد علی جانباز کافی دنوں سے علیل چلے آرہے تھے علاج معالجہ جاری رہا آخر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔مولانا نے ۱۳ دسمبر ۲۰۰۸ء مطابق ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔انا للہ وانا إلیہ راجعون

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی برادر صغیر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان حسین شاہ سیالکوٹ میں مدفون ہوئے۔

اللھم اغفره وارحمه وعافه واعف عنه وأدخله جنات الفردوس

---

[1] ایضاً،ص:729-730

[2] ایضاً،ص:742 تا 744

[3] ایضاً،ص:764

www.islamfort.com